BEDD 207CCT

تعلیمِ امن

Peace Education

برائے

بیچلر آف ایجوکیشن

(سال دوم)

ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز
مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

© مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

سلسلہ مطبوعات نمبر-29

ISBN: 978-93-80322-35-3

Edition: August, 2018

ناشر	:	رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد
اشاعت	:	اگست 2018
قیمت	:	75 روپے (فاصلاتی طرز کے طلبہ کی داخلہ فیس میں کتاب کی قیمت شامل ہے۔)
تعداد	:	3400
مطبع	:	میسرز پرنٹ ٹائم اینڈ بزنس انٹر پرائزز، حیدرآباد

Peace Education

Edited by:

Dr. Mohd. Talib Athar Ansari

Assistant Professor, MANUU Collegeo of Teacher Education, Bidar

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Distance Education

In collaboration with:

Directorate of Translation and Publications

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS)

E-mail: directordtp@manuu.edu.in

فاصلاتی تعلیم کے طلبا وطالبات مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کرسکتے ہیں:

ڈائرکٹر

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد-500032

Phone No.: 1800-425-2958, website: www.manuu.ac.in

فہرست

اکائی نمبر	مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
	پیغام	وائس چانسلر	5
	پیش لفظ	ڈائرکٹر	6
	کورس کا تعارف	ایڈیٹر	7
اکائی :1	تعلیم امن کا تعارف	محمد طالب اطہر انصاری اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بیدر	9
اکائی :2	تصادم کی تفہیم اور حصول امن میں رکاوٹیں	ڈاکٹر نوشاد حسین اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بھوپال	32
اکائی :3	امن کی کوششیں اور امن کی تعمیر کے لیے تعلیم کو فروغ دینا	ڈاکٹر شفایت احمد اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، دربھنگہ	51

ایڈیٹر:

ڈاکٹر محمد طالب اطہر انصاری

مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بیدر

پیغام

وائس چانسلر

وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے جس ایکٹ کے تحت مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا ہے اُس کی بنیادی سفارش اُردو کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کا فروغ ہے۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جو ایک طرف اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد بناتا ہے تو دوسری طرف ایک امتیازی وصف ہے، ایک شرف ہے جو ملک کے کسی دوسرے اِدارے کو حاصل نہیں ہے۔ اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد ومنشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ بھی تصدیق کردیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت رسائل واخبارات کی اکثریت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ہماری یہ تحریریں قاری کو کبھی عشق ومحبت کی پُر پیچ راہوں کی سیر کراتی ہیں تو کبھی جذباتیت سے پُر سیاسی مسائل میں اُلجھاتی ہیں، کبھی مسلکی اور فکری پس منظر میں مذاہب کی توضیح کرتی ہیں تو کبھی شکوہ شکایت سے ذہن کو گراں بار کرتی ہیں۔ تاہم اُردو قاری اور اُردو سماج آج کے دور کے اہم ترین علمی موضوعات چاہے وہ خود اُس کی صحت وبقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، وہ جن مشینوں اور آلات کے درمیان زندگی گزار رہا ہے اُن کی بابت ہوں یا اُس کے گردوپیش اور ماحول کے مسائل..... وہ ان سے نابلد ہے۔ عوامی سطح پر اِن اصناف کی عدم دستیابی نے علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کردی ہے جس کا مظہر اُردو طبقے میں علمی لیاقت کی کمی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اسکولی سطح کی اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چونکہ اُردو یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم ہی اُردو ہے اور اس میں علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اِسی مقصد کے تحت ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں آیا ہے اور احقر کو اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ اپنے قیام کے محض ایک سال کے اندر ہی یہ برگِ نو، ثمر آور ہوگیا ہے۔ اس کے ذمہ داران کی انتھک محنت اور قلم کاروں کے بھر پور تعاون کے نتیجے میں کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کم سے کم وقت میں نصابی اور ہم نصابی کتب کی اشاعت کے بعد اِس کے ذمہ داران، اُردو عوام کے واسطے بھی علمی مواد، آسان زبان میں تحریر عام فہم کتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کریں گے تاکہ ہم اِس یونیورسٹی کے وجود اور اِس میں اپنی موجودگی کا حق ادا کرسکیں۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

خادمِ اوّل

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

پیش لفظ

ہندوستان میں اُردو ذریعہ تعلیم کی خاطر خواہ ترقی نہ ہو پانے کے اسباب میں ایک اہم سبب اُردو میں نصابی کتابوں کی کمی ہے۔اس کے متعدد دیگر عوامل بھی ہیں لیکن اُردو طلبہ کو نصابی اور معاون کتب نہ ملنے کی شکایت ہمیشہ رہی ہے۔ 1998ء میں جب مرکزی حکومت کی طرف سے مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو اعلیٰ سطح پر کتابوں کی کمی کا احساس شدید ہوگیا۔اعلیٰ تعلیمی سطح پر صرف نصابی کتابوں کی نہیں بلکہ حوالہ جاتی اور مختلف مضامین کی بنیادی نوعیت کی کتابوں کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔فاصلاتی طریقہ تعلیم کے تحت چونکہ طلبہ کو نصابی مواد کی فراہمی ضروری ہے لہٰذا اُردو یونیورسٹی نے مختلف طریقوں سے اُردو میں مواد کا نظم کیا۔کچھ مواد یہاں بھی تیار کیا گیا مگر علمی کتابوں کی منظم اور مستقل اشاعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا جاسکا۔

موجودہ شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے اپنی آمد کے ساتھ ہی اُردو کتابوں کی اشاعت کے تعلق سے انقلاب آفریں فیصلہ کرتے ہوئے ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں لایا۔اس ڈائرکٹوریٹ میں بڑے پیمانے پر نصابی اور دیگر علمی کتب کی تیاری کا کام جاری ہے۔کوشش یہ کی جارہی ہے کہ تمام کورسز کی کتابیں متعلقہ مضامین کے ماہرین سے راست طور پر اُردو میں ہی لکھوائی جائیں۔اہم اور معروف کتابوں کے تراجم کی جانب بھی پیش قدمی کی گئی ہے۔توقع ہے کہ مذکورہ ڈائرکٹوریٹ ملک میں اشاعتی سرگرمیوں کا ایک بڑا مرکز ثابت ہوگا اور یہاں سے کثیر تعداد میں اُردو کتابیں شائع ہوں گی۔نصابی اور علمی کتابوں کے ساتھ مختلف مضامین کی وضاحتی فرہنگ کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی رہی ہے۔لہٰذا یونیورسٹی نے فیصلہ کیا کہ اولاً سائنسی مضامین کی فرہنگیں اس طرح تیار کی جائیں جن کی مدد سے طلبہ اور اساتذہ مضمون کی باریکیوں کو خود اپنی زبان میں سمجھ سکیں۔ڈائرکٹوریٹ کی پہلی اشاعت وضاحتی فرہنگ (حیوانیات و حشریات) کا اجرا فروری 2018ء میں عمل میں آیا۔

زیرنظر کتاب اُن 34 کتابوں میں سے ایک ہے جو بی ایڈ کے طلبہ کے لیے تیار کی گئی ہیں۔یہ کتابیں بنیادی طور پر فاصلاتی طریقہ تعلیم کے طلبہ کے لیے ہیں تاہم اس سے روایتی طریقہ تعلیم کے طلبہ بھی استفادہ کرسکیں گے۔اس کے علاوہ یہ کتابیں تعلیم و تدریس کے عام طلبۂ اساتذہ اور شائقین کے لیے بھی دستیاب ہیں۔

یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ زیرنظر کتاب کی تیاری میں شیخ الجامعہ کی راست سرپرستی اور نگرانی شامل ہے۔اُن کی خصوصی دلچسپی کے بغیر اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ تھی۔نظامت فاصلاتی تعلیم اور اسکول برائے تعلیم و تربیت کے اساتذہ اور عہدیداران کا بھی عملی تعاون شاملِ حال رہا ہے جس کے لیے اُن کا شکریہ بھی واجب ہے۔

اُمید ہے کہ قارئین اور ماہرین اپنے مشوروں سے نوازیں گے۔

پروفیسر محمد ظفرالدین
ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

کورس کا تعارف

''تعلیمِ امن'' (Course Code BEDD 207 CCT) بی ایڈ(B.Ed. DM) فاصلاتی تعلیم (سال دوم) کے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے طلباء کے لیے مختص ہے۔ یہ پورا کورس تین اکائیوں پر مشتمل ہے۔ پہلی اکائی میں آپ امن کی تعلیم کے تصور، سماج میں امن کی اقداروں، جمہوری نظریات کے ساتھ ساتھ عدم تشدد، کشیدگی، تنازعات، تشدد اور امن قائم کرنے میں حائل مختلف رکاوٹوں کو سمجھیں گے اور ان کا نظم کرنے کے قابلیتیں حاصل کریں گے اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ امن کی تعلیم کی مختلف حکمت عملیوں، طریقہ تدریس اور مختلف طراز کے بارے میں بھی جانیں گے جو کہ ایک امن کی تعلیم فراہم کرنے والے معلم کے لیے بہت اہم اور ضروری ہے اور جو درجہ میں ایک معلم کو امن کی تعلیم فراہم کرتے وقت استعمال کرنا پڑتی ہیں۔ دوسری اکائی میں تنازعات کے تصور، ڈر وخوف، دہشت اور دہشت گردی، طلباء کی مختلف پریشانیوں اور دشواریوں و امن کی تعلیم کی مختلف تعلیمی سرگرمیوں کے بارے میں روشناس ہوں گے۔ تیسری اکائی میں آپ امن کے لیے ضروری نظم وضبط، اخلاقیات، پیار ومحبت اور شفقت کے ساتھ ساتھ امن کی تعلیم کے لیے موجود اساتذہ کے کرداری عمل کو سمجھیں گے۔

''تعلیمِ امن'' کورس کو اس طرح سے تیار کیا گیا ہے کہ اس کورس کے اختتام پر آپ کے اندر امن کے ساتھ زندگی بسر کرنے اور امن کی اقداروں کو سمجھنے کی قوت بیدار ہو جائے گی اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ امن کی تعلیم کے مقاصد، کشیدگی، تنازعات کا نظم اور امن کو قائم کرنے کی صلاحیتیں بھی پیدا کر سکیں گے۔ آپ اس قابل بھی ہو جائیں گے کہ امن کی تعلیم فراہم کر سکیں اور معاشرے میں امن قائم کرنے کے لیے طلباء کو ایک اہم سماجی کارکن بنا سکیں۔ امن کی تعلیم کا یہ کورس آپ کو اس قابل بنائے گا کہ آپ امن اور امن کی تعلیم کے بارے میں اور ان کے اجزاء کے بارے میں اچھی طرح سے سمجھ سکیں گے اور امن قائم کرنے میں حائل رکاوٹوں جیسے تنازعات، تشدد، کشیدگی وغیرہ کو اچھی طرح سمجھ کر ان کی روک تھام کر سکیں گے اور امن کے معنی، تصورات، مختلف طریقہ تدریس اور امن کی اقداروں سے بھی واقف ہو جائیں گے۔

تعلیم امن

اکائی-1: تعلیم امن کا تعارف
Unit I: Introduction to Peace Education

ساخت (Structure)

1 .1 تمہید (Introduction)

1.2 مقاصد (Objectives)

1.3 امن اور عدم تشدد کا تصور (Concept of Peace and Non Violence)

1.4 معاشرے میں امن کی ضرورت: ہمدردی اور آپسی محبت، اخلاقی فیصلہ سازی، بین ثقافتی اور ثقافتی ہم آہنگی، ایک پابند شہری، عدم تشدد کی روشنی میں سیکولر اور جمہوری اقدار یں
(Pre-requistie to Peace in the Society: Compassionate, Ethical Decision Marketing, Intercultural and cultural Harmony, Responsible Citizen, Respect for Secular and Democratic ideals based on Non-Violence)

1.5 قانون کی روشنی میں امن کی اقدار یں: رویے، عقائد اور امن کی اقداروں کی اہمیت
(Peace Values Constitutional Values: Importance of the Attitudes, Beliefs and Values of Peace)

1.6 بڑھتے دباؤ کے سبب امن قائم کرنے میں حامل روکاوٹیں، تنازعات، جرائم، دہشت گردی، تشدد، جنگیں اور زندگی پر ان کے اثرات
(Challenges to Peace:Conflict,Crimes,Terroism,Violence and wars and its impact on quality of life)

1.7 تعلیم امن کی طرز رسائیاں (Approaches to Peace Education)

1.8 فرہنگ (Glossory)

1.9 یادرکھنے کے اہم نکات (Points to Remember)

1.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Exercise)

1.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Question Paper)

1.12 سفارش کردہ کتابیں (Suggested Readings)

1.1 تمہید

جدید دور میں امن کی تعلیم کو ایک فلسفہ اور ایک مہارت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے جس میں انفرادی طلباء کے اندر زندگی برائے امن اور خوشنودی کے ساتھ مل جل کر آپسی رشتوں اور مختلف زاویوں کے ساتھ ساتھ ہمہ جہت سماجی رابطوں کو قائم کرنا اور زندگی کی دشواریوں سے مل کر لڑنا ہی امن کی تعلیم کا مفہوم تسلیم کیا جاتا ہے۔ تعلیم برائے امن کا مقصد طلباء کے اندر مختلف نجی مہارتوں جس میں ترسیلی مہارتیں، تفہیم کی مہارتیں، اپنے آس پاس کے ماحول کی عکاسی کی

مہارت،، اقداروں کی مہارت، اپنے مسائل کو خود حل کرنے کی مہارت، آپسی تعاون قائم کرنے کی مہارت، کشیدگی اور تنازعات دور کرنے کی مہارت قائم کرنے کے ساتھ ہی ساتھ طلباء کو اس قابل بھی بنانا ہے کہ وہ اپنی معاشرتی معلومات وعلم کو فروغ دے سکیں، اپنی تفہیم کو معتبر بنا سکیں، اپنے روایات ورجحانات کو مثبت طریقہ سے قائم کر ایک محفوظ دنیا کا تصور قائم کر سکیں اور اپنی زندگی کو معاشرے کے ساتھ تعاملی طریقہ سے پرلطف انداز میں بسر کر سکیں۔ چونکہ آج دنیا ایک عجیب دور سے گزر رہی ہے جہاں کا ہر شخص اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے بہتر اور معتبر تسلیم کرتا ہے۔ ایک دوسرے کی برائی کرنا اور نقص نکالنا عام بات ہے۔

معاشرتی اقداروں کی کمی نمایاں طور پر نظر آرہی ہے، صرف اپنی نجی زندگی کو ہی پرلطف بنانے پر زور دیا جارہا ہے، رشتے ختم ہوتے چلے جارہے ہیں اور دنیاں میں بھائی چارگی ہمدردی اور محبت ختم ہوتی جارہی ہے۔ ان تمام اسباب کے سبب ہی تعلیمی ماہرین نے ''امن کی تعلیم'' کو درس وتدریس میں شامل کرنے پر زور دیا جس سے طلباء وطالبات کے اندر دوبارہ سے امن قائم کرنے کی اقداروں کو فروغ دیا جاسکے۔ تعلیمی ماہرین نے موجودہ دور میں امن کی تعلیم کو نصاب میں شامل کرنا لازمی قرار دیا ہے جس سے معاشرے کے انفرادی زاویات، معاشرے کے حالات اور بین الاقوامی حالات کو بہتر بنایا جاسکے۔ مختلف ماہرین کے مطابق امن کی تعلیم اسکولوں اور کالجوں میں طلباء کے اندر جن جذباتوں کو پیدا کرتی ہے اس سے ہی معاشرے میں امن قائم کیا جاسکتا ہے اور امن کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد طلباء کے اندر درج ذیل امن کی اقداروں کو پیدا کیا جاسکتا ہے۔

1.2 مقاصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلباء اس لائق ہوجائیں گے کہ:

- ☆ امن اور عدم تشدد کا تصور ومفہوم بیان کر سکیں گے۔
- ☆ معاشرے میں امن کی ضرورت اور اس کی اہمیت کو بیان کر سکیں گے۔
- ☆ قانون کی روشنی میں امن کی اقداروں، روایات، یقین وغیرہ کو سمجھ سکیں گے۔
- ☆ ہمدردی اور آپسی محبت، اخلاقی فیصلہ سازی، معاشرے میں تمدن کی اقداروں کو سمجھ سکیں گے۔
- ☆ کشیدگی، تنازعات، جرم، دہشت گردی، تشدد، جنگیں اور زندگی پر ان کے اثرات کو سمجھ سکیں گے۔
- ☆ کشیدگی کے بڑھتے ہوے زاویات میں امن قائم کرنے میں حائل رکاوٹوں کو واضح کر سکیں گے۔
- ☆ امن کی تعلیم فراہم کرنے کے مختلف طرز اور طریقہ کار کو سمجھ کر استعمال کر سکیں گے۔

1.3 امن اور عدم تشدد کا تصور:

1.3.1 امن کی تعلیم کا تاریخی پس منظر (Historical Background of Peace Education)

پہلی جنگ عظیم کے بعد ایک ایسے دور کی شروعات ہوئی جس میں امن کو فروغ دینے اور امن کو قائم کرنے کے لیے مشترکہ طور پر عوام، معاشرے و مذاہب کے ساتھ ساتھ قومی و بین الاقوامی سطح پر آپسی تعاون اور سمجھ قائم کرنے کے لیے تعلیم کی مدد حاصل کرنے اور تعلیم میں امن کے درس کو شامل کرنے پر زور دیا جانے لگا جس کے لیے مختلف تنظیمیں قائم ہویں اور اقوام متحدہ نے بھی امن کو قائم کرنے کے لیے تعلیم کا سہارا لینے اور تعلیم امن کو فروغ دینے کی سفارشات پیش کیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد (UNICEF) نے بھی امن کو فروغ دینے کے لیے تعلیم امن کی ضرورت محسوس کی۔ ہندوستان میں امن کے لیے تعلیمی سرمایہ کو سوامی ویویکانندا، رابندرناتھ ٹیگور، مہاتما گاندھی، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر ذاکر حسین وغیرہ نے اسکولوں اور کالجوں میں امن کی تعلیم کو فروغ دینے اور اسکولی نصاب میں شامل کرنے پر زور دیا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 2001ء تا 2010ء امن کی تعلیم کے لیے دس سالہ عشرہ منانے اور اس مدت میں کلچر

اور ثقافتی ورثہ کے سائے میں امن قائم کرنے ،تشدد کو کم کرنے اور پوری دنیا میں بچوں کے حقوق کو محفوظ کرنے کے لیے تمام ممالک میں ایک مہم شروع کی اور کہا کہ ’’تمام اقداریں، روایات ورجحانات اور کردار و عادات زندگی میں امن واحترام قائم کرنے کے لیے ہی ہیں۔عوام کے تمام حقوق اور عظمت کو قائم کرنے کے لیے ہمیں تشدد کو ختم کرنا ہوگا اور عوام کی آزادی قائم کرنے کے اصول، انصاف قائم کرنے کے اصول، باہمی اتفاق قائم کرنے، برداشت کا مادہ رکھنے اور عوام کی دشواریوں کو سمجھنے، ہمدردی قائم کرنے کے لیے ہی ہمیں آج امن کی تعلیم فراہم کرنا ضروری ہو گیا ہے۔‘‘

1.3.2 امن کی تعلیم کے مقاصد (Aims of Peace Education)

امن کی تعلیم کے درج ذیل مقاصد تسلیم کیے جاتے ہیں۔

- ☆ امن کی تعلیم سے معاشرے میں ثقافتی امن قائم کرنے اور عدم تشدد پیدا کرنے کے لیے طلباء میں معاشرتی اقداروں، روایات و رجحانات اور کردار سازی کو فروغ دینا۔
- ☆ امن کی تعلیم سے طلباء کے اندر مواصلات قائم رکھنے، ثالثی تجزیہ کرنے اور اتفاق رائے قائم کرنے کی ترغیب دینا۔
- ☆ امن کی تعلیم سے طلباء کے اندر جمہوری نظریات کو فروغ دینا، عامرانہ ساخت اور اور جسمانی و ذہنی استحصال کو جمہوری اقداروں سے عمل کروا کر معاشرے کو ترقی کی طرف گامزن کرنا۔
- ☆ امن کی تعلیم سے طلباء کے اندر غربت، انفرادی نفرت، عدم مساوات کو ختم کرنا اور سبھی عوام کو برابری کا درجہ فراہم کروانا۔
- ☆ امن کی تعلیم سے خواتین کے حالات کو سیاسی و سماجی پس منظر میں رکھ کر برابری کا درجہ فراہم کروانا۔
- ☆ امن کی تعلیم سے طلباء کے اندر آپسی سمجھ، عدم تشدد، اور تعلقات قائم کروانا اور ثقافتی ورثہ کو محفوظ رکھ کر امن قائم کروانا۔

1.3.3 امن کی تعلیم کی فطرت (Nature of Peace Education)

امن کی تعلیم امن قائم کرنے کا صرف ایک راستہ ہے۔امن کی تعلیم میں عام طور پر چار چیزوں کو شامل کرنا ضروری ہے جس سے امن قائم کرنے کی مہارتوں کو طلباء کے اندر فروغ دیا جا سکے۔

علم(Knowledge)	روایات(Behavior)	مہارتیں (Skills)	اقداریں(Values)
عدم تشدد۔ امن قائم کرنا، جنگ و لڑائیوں کی روک تھام، جوہری جنگی مسائلوں کو سمجھنا، انصاف، فراہم کرنا، طاقت کا غلط استعمال، جنس پرستی روکنا اور معاشرے کے ماحول کو منظر عام پر لانا	انفرادی عظمت قائم کرنا، دوسروں کی عزت و احترام کرنا، عدم مساوات، جدید نظری، اولین مقصد قائم کرنا اور انصاف فراہم کرنے کے لیے پرعظم رہنا۔	تنقیدی سوچ، آپسی تعاون، ہمدردی، دکھ درد کا احساس، تشدد اور تنازعات کے حل کا نظم۔	عوام کے حقوق، جمہوریت، آپسی تعاون، کلچر اور ثقافت کی حفاظت اور ماحول کی حفاظت کی اقداریں۔

امن کی تعلیم ایک ایسا عمل ہے جس میں ہم اقداروں، علم اور کردار و عادات کے مختلف پہلوؤں کو شامل کر طلباء و طالبات یا عوام میں امن قائم کرنے کی تلقین دے سکتے ہیں۔جس سے امن نہ صرف ایک انفرادی شخصیت بلکہ معاشرے کے تمام عوام اور ملکی سطح کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی قائم کیا جا سکتا ہے۔

1.3.4 امن کا تصور (Concept of Peace)

امن کا تصور عام طور پر سماج یا معاشرے کے زاویات میں رکھ کر کیا جاتا ہے اس لحاظ سے امن سماجی انصاف فراہم کرنے، معاشرے کی حفاظت

کرنے،عوام میں آپسی ربط وضبط قائم کرنے، پرسکون ماحول قائم کرنے، زندگی کو پرلطف بنانے، جدید سوچ اپنانے،قدرتی ماحول کی حفاظت کرنے کے لیے ترغیب فراہم کرتا ہے جو کہ ہم امن کی تعلیم سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

1.3.5 امن کی تعریف (Definitions of Peace)

UNESCO کے مطابق امن صرف ایک پرسکون ذہنی حالت ہے "Peace is a State of Mind" اوراس حالات کو UNESCO نے اپنے قانونی دستاویز میں اس طرح درج کیا ہے کہ ''جب سے عوام کے ذہن میں جنگیں شروع ہوییں ہیں تب سے عوام کے ذہن نے دفاع کے لیے امن کی تعمیر کو ضروری قرار دیا'' (Since war begins in the mind of men, it is in the mind of men that the defense of peace must be constructed)

ہندوستانی صدر جناب APJ Kalam صاحب ایک بدھ مذہب کے رہنما کے قول سے بہت متاثر تھے اورانہوں نے امن کو اس قول کی روشنی میں اس طرح بیان کیا ہے'' کہ اگر آپ امن چاہتے ہیں تو لفظ ''میں'' کو مٹا دیں جب آپ لفظ ''میں'' کو مٹا دیں گے تو آپ اپنی ''انا'' (Ego) کو بھی ختم کریں گے اور جب آپ اپنی ''انا'' کو ختم کریں گے تو آپ اپنی نفرت کو بھی ختم کر چکے ہوں گے اور تب ہی سے امن کی شروعات ہوتی ہے۔''

جان گلٹنگ کے مطابق ''امن جسمانی اور ماحولیاتی تشدد کی عدم موجودگی ہے۔''

البرٹ آئینسٹین کے مطابق ''امن کا مطلب صرف جنگوں کی ہی عدم موجودگی نہیں ہے بلکہ یہ انصاف، قانون، اوراحکامات کا عمل بھی ہے جو کہ ایک سرکار سے تعلق رکھتا ہے''

امن کو ہم اس طرح واضح کر سکتے ہیں کہ یہ ایک طرح کا پرسکون ماحول ہے جس میں جسمانی، ذہنی، ماحولیاتی سیاسی وسماجی اقداروں کے ساتھ ساتھ عوام کے حقوق، جمہوریت اورعوام کے کرداروعادات کی شمولیت ہوتی ہے، جو کہ ہمیں تشدد اور کشیدگی سے دور رکھتی ہے اور یہ ہی امن ہے۔

1.3.6 امن کے طول وعرض (Dimensions of Peace)

عام طور پر امن کے دوطول وعرض تسلیم کیے جاتے ہیں

پہلا مثبت امن(Positive Peace): جس میں عوام کے حقوق کی پابندی، سماجی انصاف قائم کرنا، برابری کا درجہ فراہم کرنا وغیرہ سرفہرست ہوتا ہے۔

دوسرا منفی امن (Negative Peace):اس طرح کے امن میں بامقصد جسمانی، ذہنی وجذباتی تشدد کی روک تھام کی جاتی ہے۔ہمیں امن کی تعلیم کے مقصد کو سمجھنے اور حاصل کرنے کے لیے اس کے مختلف زاویات کو بھی سمجھنا ہوگا جو کہ چھ حصوں میں رکھ کر سن 2003ء میں اسموکر اور جراف (Smoker and Groff) نے بیان کیے ہیں جو اس طرح ہیں

- ☆ جنگوں کی عدم موجودگی(Absence of War): مختلف معاشروں، مذاہب اور ملکوں کے درمیان جنگوں کو روکنے کے لیے اور پرامن ماحول قائم کرنے کے لیے جنگوں کی روک تھام ضروری ہے۔
- ☆ طاقت کا توازن(Balance of Power) : امن ایک حرکیاتی عمل ہے جو کہ توازن قائم کرنے کے لیے کوشاں رہتا ہے اور جس میں سیاست، معاشیات، سماجیات، کلچر اور ثقافت کے ساتھ ساتھ زندگی کی مہارتیں اور تکنیکیں بھی شامل رہتی ہیں۔
- ☆ منفی اور مثبت امن(Negative and Positive Peace):اس طرح کے تشدد میں ایک بامقصد عمل کے ساتھ تشدد کو انجام دیا جاتا ہے جس کے اثرات دیرپا رہتے ہیں۔
- ☆ خواتین کے لیے امن(Feminist Peace):امن صرف جنگ کے میدانوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ہمارے اردگرد معاشرے میں خواتین کے ساتھ ہونے والے غلط سلوک بھی اس میں شامل رہتے ہیں جس کی روک تھام کے لیے امن کی تعلیم ایک راستہ فراہم کرتی ہے۔

☆ مجموعی امن(Holistic Peace):اس طرح کے امن کے ماحول میں کل کائنات اور تمام مخلوق، چرند پرند، پیڑ پودھے اور تمام آس پاس کے حالات اور ماحول کی شمولیت رہتی ہے۔

☆ قدرتی ورثہ کے ساتھ امن(Peace with Nature) :اس امن میں ہمارے اطراف میں موجود قدرتی خزانہ کی وراست کی حفاظت کی شمولیت رہتی ہے۔

1993ء کے ای نائن(E-9) کے اجلاس میں واضح کیا گیا کہ صرف تعلیم ہی ہمیں جنگوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے اس لیے امن کی تعلیم ہمارے اسکولوں اور کالجوں کے طلباء و طالبات کو معاشرے میں پرسکون اور پرلطف طریقہ سے زندگی بسر کرنے کے لیے فراہم کی جانی چاہیے۔امن ہم صرف امن کی تعلیم سے ہی حاصل نہیں کرسکتے بلکہ امن حاصل کرنے کے لیے امن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی تعلیم، اقداروں کی تعلیم، انسانی حقوق کی تعلیم، ثقافتی تعلیم سے بھی امن حاصل کیا جاسکتا ہے۔

1.3.7 عدم تشدد کا تصور(Concept of Non-violence)

عدم تشدد ایک انفرادی شخص کی اندرونی طاقت ہے جو کہ پرامن طریقہ سے اپنی ذات اور تمام عوام کو نقصان پہنچنے یا پہنچانے سے حفاظت فراہم کرتی ہے۔عدم تشدد کو تمام انسانوں، جانوروں اور ماحولیات کے زاویہ میں رکھ کر محسوس کیا جاتا ہے اور ان تمام کی حفاظت کی جاتی ہے، جو کہ اخلاقی، مذہبی اور روحانی اصولوں پر مبنی ہوتی ہے۔عدم تشدد اپنی بات پرامن طریقہ سے لوگوں کے سامنے اور منظر عام پر رکھنے کا ایک طریقہ ہے جو کہ عام لوگ طاقتور لوگوں اور حکومتوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔اس کو ہم اس طرح واضح کرسکتے ہیں کہ ''عدم تشدد عام لوگوں کی سیاست ہے'' "Non-Violence is the politics of ordinary people"

مہاتما گاندھی نے عدم تشدد کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ عدم تشدد کو ہم سماج اور سیاست میں پرامن طریقہ سے بدلاؤ لانے کے لیے استعمال کرتے ہیں، جہاں زور زبردستی نہیں ہوتی۔

مارٹن کنگ لوتھر Martin Luther King نے کہا تھا کہ ''عدم تشدد ایک ایسا طاقتور اسلحہ ہے جو کہ تاریخ میں منفرد مقام رکھتا ہے۔یہ کاٹتا ہے مگر خون نہیں نکلتا اور جو شخص اس کو استعمال کرتا ہے سرخرو ہوجاتا ہے۔''

عام طور پر ہمیں اپنے اردگرد تشدد دیکھنے کو ملتا ہے جو کہ عام طور پر تین طریقہ کا ہوتا ہے

☆ ذہنی تشدد(Mental Violence): ذہنی تشدد سے عوام کو ذہنی پریشانیوں اور دشواریوں میں مبتلا کرنا یا پھر خود مبتلا ہوجانا ہے، جس میں جلن، حسد، ڈروخوف اور دیگر نفسیاتی زاویات شامل رہتے ہیں۔

☆ زبانی تشدد (Verbal violence): غلط جملوں، لفضوں کا استعمال کرنا لوگوں کو گالی، طعنہ وتشنہ دینا لوگوں کی برائیاں کرنا وغیرہ اس میں شامل رہتا ہے جس سے زبانی تشدد بڑھتا ہے اور کوئی بھی شخص اس کا شکار ہوسکتا ہے۔

☆ جسمانی تشدد (Physical violence): جسمانی تشدد میں کسی شخص کے جسمانی اعضاء کو زدوکوب کرنا، اس طرح کے تشدد میں دو افراد بھی شامل ہوسکتے ہیں، یا پھر دو معاشرے، یا دو ملک بھی جن کے سبب مختلف لڑائیاں اور جنگیں ہوتی ہیں۔تشدد ایک طرح کا جارحانہ رویہ ہوتا ہے جو کہ جسمانی طاقت، کسی پیشہ یا ہستی کا رعب ظاہر کرنے سے عمل میں آتا ہے۔

عدم تشدد کی پابندی سے ہم تشدد کی روک تھام کرسکتے ہیں جس کے لیے ہمیں امن کو فروغ دینا پڑے گا اور عوام کو امن کی تعلیم فراہم کرنی پڑے گی۔مارٹن کنگ لوتھر نے اپنے الفاظوں میں عدم تشدد کو اس طرح بیان کیا ہے کہ عدم تشدد ایک سائنسی نظریہ ہے جس سے ہم عقلمندی سے اس دنیا کو بھائی چارگی

اور قربت میں تبدیل کر سکتے ہیں، آیئے ہم اپنے اخلاق اور روحانیت کو فروغ دے کر اس دنیا کو ایک ایسی دنیا میں تبدیل کریں جہاں بھائی چارگی ہو اور ہم سب مل جل کر ایک ساتھ رہ سکیں، اگر ہم ایسا نہیں کر پاتے ہیں تو ہم سے بڑا بے وقوف کوئی اور نہیں ہوگا۔

ہندوستان میں امن قائم کرنے اور تشدد کی روک تھام کرنے میں مہاتما گاندھی سرفہرست آتے ہیں۔ گاندھی جی قوم پرستی، جنس پرستی، اونچ نیچ وغیرہ کا پرزور طریقہ سے مخالفت کرتے تھے اور متوسط طبقہ کو انصاف دلانے کے لیے پوری زندگی عدم تشدد کی راہ پر گامزن رہے۔ ان کا خیال تھا کہ بنا برابری کا درجہ فراہم کیے اور بنا انصاف کیے معاشرے و ملک میں امن قائم نہیں کیا جاسکتا۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your Progress)

(1) عدم تشدد پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

(2) تعلیمِ امن کی فطرت کی وضاحت کیجئے؟

(3) امن کے مختلف طول وعرض پر نوٹ لکھو؟

1.4 معاشرے میں امن کی ضرورت Pre-requisite to Peace in the Society

آج تمام دنیا کے لوگ اس بات سے متفق ہیں کہ ہمیں آپسی تشدد اور لڑائی اور جھگڑوں میں کمی کرنی چاہیے اور اگر واقعی ہم معاشرے میں امن قائم کرنے کے خواہاں ہیں تو ہمیں امن قائم کرنے کے لیے ٹھوس اقدام کرنے ہوں گے جیسا کہ امرسن (Emerson) نے کہا ہے کہ ’’کوئی بھی آپ کے لیے امن نہیں لاسکتا بلکہ آپ خود یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔‘‘ ہمیں امن قائم کرنے کے لیے صرف اپنی زندگی کے روزمرہ کے غیر ضروری اخراجات میں کمی لانی ہے، ہمیں اپنے شک وشبہات اور جذباتوں کو قابو میں رکھنا ہوگا، ہمیں خدا کی مخلوق کے لیے نفرت اور دشمنی کے رویہ کو بدلنا ہوگا، چونکہ ہم جس سماج میں رہتے ہیں اس سماج میں مختلف مذاہب، مختلف خیالات، مختلف عقائد اور مختلف زبان، کلچر اور ثقافتوں کو ماننے والے لوگ بھی رہتے ہیں، جن کے عقائد اور کام کرنے کے طریقہ میں نمایا فرق پایا جاتا ہے۔ یہ تمام رب الکائنات کی مخلوق ہیں اور ہمیں اپنے مذہبی عقائد کا پاس رکھتے ہوئے ان کے مذاہب اور عقائد کو بھی عزت بخشنی ہوگی تبھی اس دنیا میں امن قائم کیا جاسکتا ہے۔

1.4.1 معاشرے میں ہمدردی اور آپسی محبت کا احساس(Feeling of Compassionate):

ایک معاشرہ مختلف افراد کے ساتھ مل جل کر کام کرنے، ایک دوسرے کے ساتھ شامل رہنے، آپسی دکھ سکھ میں شریک رہنے، ہمدردانہ رویہ اختیار کرنے کے ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے کے مذہبی عقائد، ایک دوسرے کی خوشیوں میں شرکت کرنے سے ہی قائم ہوتا ہے اور یہ معاشرہ تب ہی ٹوٹتا ہے جب ہم ایک دوسرے کو کمتر کرنے، عزت نہ دینے اور حقیر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تب ہی یہ معاشرہ بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے اور امن ختم ہو جاتا ہے جس سے ہم قلبی سکون کے ساتھ ساتھ ذہنی وجسمانی سکون سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور جس سے معاشرے کا ہر شخص اپنے خاندان اور بچوں کی حفاظت کے لیے فکرمند ہو جاتا ہے۔ یہ حالات ہی معاشرے کی بدامنی کہلاتی ہے۔ معاشرے میں امن قائم کرنے کے لیے ہمیں پیار ومحبت اور ہمدردی کے ساتھ ساتھ آپسی سمجھ اور اتفاق کو بھی قائم کرنا ہوگا۔ چونکہ ہمدردی، پیار ومحبت اور شفقت ایک جرات مندانہ (Courageous) اقدام ہے اور یہ قدم معاشرے میں امن قائم کرسکتا ہے جو کہ ایک معاشرے، قوم وملک کی ترقی کے لیے بہت اہم اور ضروری ہے۔

1.4.2 معاشرے میں اخلاقی فیصلہ سازی(Ethical Decision Making):

موجودہ دور میں اخلاقی فیصلہ سازی پر زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے چونکہ ایک فیصلہ جو کہ اخلاقی اقداروں پر مبنی نہ ہو سماج میں بدامنی کا

باعث بن سکتا ہے۔ سماج کے کسی بھی شخص کے ساتھ بدسلوکی اس شخص کی بے عزتی کا باعث بنتی ہے، کسی بھی شخص کے ساتھ ناانصافی اس کے دل میں گھر کر لیتی ہے، کسی بھی شخص کی نفسیاتی چوٹ اس کی خواہشات کو بڑھا دیتی ہے اور وہ غلط طریقہ اپنا لیتا ہے۔ ان سبھی حالات سے نمٹنے کے لیے معاشرے میں اخلاقی فیصلہ سازی ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ اخلاقی فیصلہ سازی سے ہم امن قائم کر سکتے ہیں۔ قدیم زمانیں میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں جہاں اخلاقی فیصلہ سازی کی جاتی تھی اور لوگ اتفاق رائے قائم کر امن وامان کے ساتھ زندگی سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ اس دور میں لوگ اپنی نا اتفاقی سماج کے بزرگ لوگوں کے سامنے رکھ کر اخلاقی فیصلہ سازی کرتے تھے۔ آج ہم ایک دوسرے کو برا سمجھتے ہیں اور بزرگوں کی نصیحتوں کو درکنار کرتے ہیں، اپنا نجی فائدہ ہی سوچتے ہیں۔ سماج میں امن قائم کرنے کے لیے معاشرے کے سبھی ارکان کو عزت وعظمت فراہم کرنی ہوگی ان کو اخلاقی طور پر مضبوط کرنے کے لیے انصاف کا سہارا لینا ہوگا، انصاف ہی وہ شہ ہے جس سے ایک شخص کے غم وغصہ کو کم کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم اخلاقی فیصلہ سازی سے کام نہیں لیں گے تو معاشرے میں غم وغصہ بڑھتا چلا جائے گا جو آخر میں یہ ہی بدامنی کا باعث بنے گا۔

1.4.3 بین ثقافتی اور ثقافتی ہم آہنگی (Cultural and Intercultural Harmony):

UNESCO نے سن 2001ء میں تہذیب وتمدن کو واضح کرتے ہوئے کہا تھا کہ کسی معاشرے کا تہذیب وتمدن اس معاشرے کا مذہب، روحانیت، اقداروں، قلبی اور جذباتی لگاؤ کے ساتھ ساتھ اس سماجی گروپ کی اقداروں، یقین، روایات ورجحانات، کردار وعادات، اس معاشرے کی زبان و بیان، ان کے آداب واخلاق، ان کے رسم ورواج، طرز زندگی، ان کی مخصوص پہچان وغیرہ سے ہی بنتا ہے اور یہ تمام چیزیں اس میں شامل رہتی ہیں۔ کسی معاشرے کا تہذیب وتمدن اس معاشرے کی تمام جامع خاصیتیں ہوتی ہیں۔ عام طور پر یہ معاشرہ یا گروپ اپنی طرز زندگی اپنی تمام جامع خصوصیتوں پر مبنی کارعمل پر ہی مرکوز کرتے ہیں اور یہ ہی ان کا تہذیب وتمدن کہلاتا ہے۔ ہمارا یہ تہذیب وتمدن ہماری زبان وترسیلی عوامل کے ساتھ ساتھ ہمارے پہناوے، کھانے، کام کرنے کے طریقہ، قاعدے وقوانین، ہماری تواریخ اور ہماری زندگی کی تکنیکوں سے نمایا طور پر پہچانا جا سکتا ہے جو کہ ہمیں اپنے پرانے ادب وثقافت، تواریخ وغیرہ میں دیکھنے کو باآسانی مل جاتا ہے جس کو ہم کبھی تو عزت افزائی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کبھی پرانے دقیانوسی زاویہ میں رکھ کر حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر یہ ہی ہمارا تہذیب وتمدن ہماری پہچان ہوتا ہے۔

جب کبھی بھی دو یا دو سے زیادہ تہذیب وتمدن آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں یا پھر کبھی کبھی ٹکراؤ کا باعث بھی بنتے ہیں یہ سب اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ ہم اپنے تہذیب وتمدن کو کس طرح رکھتے ہیں، محسوس کرتے ہیں یا پیش کرتے ہیں یہ سب ہمیں ہماری حرکات وسکنات سے معلوم ہو جاتا ہے۔ جب ہم کسی باہری معاشرے یا دوسرے تہذیب وتمدن سے راہ روی اختیار کرتے ہیں تو ہم خوف زدہ ہوتے ہیں کہ کہیں ہم اپنے تہذیب و تمدن سے خارج تو نہیں ہو رہے؟ اور اگر خارج ہو رہے ہیں تو ہمارے بزرگوار، والدین اور ہماری خوش نما زندگی پر اس کے کیا اثرات پڑیں گے۔

اگر ہمیں مختلف تہذیب وتمدن کو ایک ساتھ یکجا وہم آہنگ کر اپنانا پڑے تو ہماری زندگی کے تمام شعبہ جات متاثر ہوتے ہیں جیسے۔

- ☆ ہماری جسمانی حرکات متاثر ہو جاتی ہیں۔
- ☆ ہمارے جذبات واحساسات بھی متاثر ہوتے ہیں۔
- ☆ ہمارے قلبی وذہنی فکر وتفکر کے ساتھ ساتھ رسمی معلومات اور اس کے مختلف زاویات بھی متاثر ہوتے ہیں۔
- ☆ ہماری مذہبی اقداریں، رسوم ورواج اور روحانیت بھی متاثر ہوتی ہے۔
- ☆ ترسیلی عوامل اور زبان وبیان بھی متاثر ہوتا ہے۔
- ☆ ہمارے سیاسی رجحانات اور رہبری متاثر ہوتی ہے۔

☆ ہماری اخلاقیات، تاریخی ورثہ اور تعلقات بھی متاثر ہوتے ہیں۔

جب ہم کسی باہری تہذیب وتمدن کے اثر رسوخ میں آتے ہیں تو بہت سارے فوائد کے ساتھ ساتھ بہت سارے نقسانات بھی رونما ہوتے ہیں چونکہ معاشرے کی مختلف اقدار یں، مختلف مذاہب کے رسوم ومختلف کا رعمل کبھی کبھی آپسی غلط فہمیوں کے سبب آپس میں ٹکرا جاتے ہیں اور یہ ٹکراؤ معاشرے میں بدامنی پھیلاتا ہے اور ہمیں امن قائم کرنے کے لیے پرزورکوشش کرنی پڑتی ہے جس میں ہم درج ذیل طریقہ اپنا سکتے ہیں

☆ ہمیں معاشرے میں امن قائم کرنے کے لیے غیر جانب دارانہ نظریہ قائم کرنا ہوگا جس سے تمام تہذیب وتمدن اپنے ورثہ کو محفوظ رکھ کر امن قائم کرسکیں۔

☆ ہمیں معاشرے میں موجود مرد وعورت کے بیچ فرق، مختلف طبقات کے بیچ فرق، امیری غریبی کے بیچ فرق وغیرہ کو درکنار کر معاشرے میں تعامل قائم کرنا ہوگا۔

☆ تمام مذاہب وعقائد اور نجی خیالات وذاتی پہچان کو محفوظ رکھ کر آزادانہ طور پر انہیں ظاہر کرنے کی آزادی فراہم کرنی ہوگی۔

☆ جدید معلومات اور دنیا کے مختلف خطوں سے تعلقات قائم کرنا ہوگا اور ان تمام تہذیب وتمدن کو سمجھنا ہوگا۔

☆ سبھی تہذیب وتمدن کے عوام کے ساتھ حق، برابری اور انصاف کے ساتھ ساتھ برابر کے مواقع فراہم کرنے ہوں گے۔ جس میں ان کی تعلیم، پیشہ، سیاست وسماجی تقریبات وغیرہ شامل رہتی ہیں۔ اس طرح ہم مختلف تہذیب وتمدن کو ہم آہنگ کر معاشرے میں امن قائم کرسکتے ہیں۔

1.4.4 ایک ذمہ دار شہریت (Responsible Citizenship):

ایک ذمہ دار شہریت ایسی شہریت کا تصور ہے جہاں انسانی حقوق کی پامالی نہ ہوتی ہو، تمام افراد اور مذاہب کے لوگوں کو برابری کے درجات حاصل ہوں اس کے لیے ہم ایک اچھے پابند شہری کا بھی تصور رکھتے ہیں جس کے مطابق یہ وہ شہری ہوتا ہے جو کہ اس معاشرے یا ملک کے قوانین سے، اپنے حقوق سے اور اپنی ذمہ داریوں سے باخبر ہو اور ان کا پابند بھی۔ ایک ذمہ دار شہریت میں اس معاشرے کی تمام اقدار یں جو کہ معاشی، سیاسی وسماجی، انسان دوستی، مذہبی و تہذیب وتمدن کی اقداروں کے ساتھ شامل رہتی ہیں موجود ہوں اور ایک اچھے شہری یا شہریت کو ان سبھی اقداروں کو ذہن میں رکھ کر ہی کارعمل تیار کرنا ہوتا ہے، تا کہ کسی دوسرے شخص کی اقداروں کو ٹھیس نہ پہنچے اور معاشرے میں باہمی تعاون اور یقین قائم رہ سکے۔

(i) دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک ذمہ دار شہریت کے کچھ حقوق بھی واضح کیے گیے ہیں۔

☆ معاشرے کے تمام افراد کو انفرادی آزادی کا حق۔

☆ معاشرے کے تمام افراد کو برابری کا درجہ حاصل کرنے کا حق۔

☆ معاشرے کے تمام افراد کو انصاف حاصل کرنے کا حق۔

☆ معاشرے کے تمام افراد کو برابری کے مواقع حاصل کرنے کا حق۔

☆ معاشرے کے تمام افراد کو غیر جانب دارانہ رویہ اختیار کرنے کا حق۔

(ii) ایک ذمہ دار شہری کی کچھ ذمہ داریاں

☆ ایک ذمہ دار شہری پر اپنی نجی ترقی کے ساتھ ساتھ معاشرے وملک وملت کی فلاح کرنے کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے۔

☆ معاشرے کے تہذیب وتمدن کو سمجھنے اور اس کے اصولوں کی پابندی کرنے کی ذمہ داری۔

☆ معاشرے کے ساتھ مثبت تعلقات قائم کرنے کی ذمہ داری۔

☆ معاشرے میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اوراخلاقی کرداروعادات ادا کرنے کی ذمہ داری۔

☆ معاشرے کے مختلف مسائل کو سمجھ کر سلجھانے کی ذمہ داری۔

☆ معاشرے وملک میں لوگوں کوانصاف دلانے اور حاصل کرنے کی ذمہ داری۔

ایک ذمہ دار شہری اور شہریت ہی معاشرے میں امن قائم کر سکتے ہیں۔معاشرے کے ہرانفرادی شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریوں کا بھی خیال کرے۔

1.4.5 عدم تشدد کی روشنی میں سیکولر و جمہوری اقداریں(Respect for Secular and Democratic Ideals):

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں بہت سے عقائد اور مذاہب کے لوگ رہتے ہیں جن سے مل کر ہی ایک معاشرے یا ملک کا تصور قائم ہوتا ہے۔ سن 1950ء مین نافذ ہوے ہندوستانی دستور کے مطابق ملک کے تمام باشندوں کو برابر کے حقوق فراہم کیے گیے جو کہ صرف ایک سیکولر اور جمہوری ملک میں ہی ممکن ہوسکتا ہے اور جہاں مختلف مذاہب وعقائد کے لوگ رہتے ہوں وہاں صرف ایک سیکولر اور جمہوری نظام ہی امن قائم رکھ سکتا ہے اور یہ امن کا تصور تشدد کو بالکل بھی پروان نہیں چڑھنے دیتا۔عدم تشدد کی روشنی میں ہمارے ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے عوام کو مختلف حقوق حاصل ہیں جو کہ ملک کو جمہوری و سیکولرزم کا درجہ فراہم کرتے ہیں۔

1.4.5.1 ملک کی سیکولر اقداروں میں شامل رہتی ہیں

☆ عوام میں صبر وتحمل کا مادہ قائم کیا جائے۔

☆ سبھی مذاہب اور عقائد کے لوگوں کو انصاف اور برابری کا درجہ فراہم کیا جائے۔

☆ سبھی عوام کو سماجی، سیاسی ومعاشی اعتبار سے برابری کے مواقع فراہم کیے جائیں۔

☆ ملک میں اونچ نیچ، ذات پات، اورقوم پرستی کی سوچ کو بدل کر انسانیت کو فروغ دیا جائے۔

☆ ہر شخص کو اپنی وملک وملت کی ترقی کی ایک اکائی تسلیم کیا جائے۔

سیکولرزم کی روشنی میں ایک ملک کے باشندگان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کو پرسکون اور پرلطف انداز میں بسر کر سکیں، جہاں کسی بھی طریقہ کے تشدد کی گنجائش نہ ہواور ملک امن کے ساتھ صرف ترقی کی ہی طرف گامزن ہو جس کے لیے جمہوری اقداروں کی پاسبانی کرنا لازمی ہے۔

1.4.5.2 ملک کی سیکولر اقداروں میں شامل رہتی ہیں

☆ تمام عوام کو اپنی بات کہنے، کھانے پینے، اپنے مذہبی تقریبات منانے، تعلیم حاصل کرنے اوراپنی زبان میں مواصلات کرنے کی آزادی۔

☆ ملک میں سیاسی، سماجی ومعاشیاتی طور پر برابری کا درجہ حاصل کرنے کا حق۔

☆ انصاف حاصل کرنے کا حق۔

☆ سچائی اور تفاوت کا حق۔

☆ عوام کی سرکار عوام کی خوشنودی کے لیے قائم کرنے کا حق۔

جمہوری اقداریں صرف امن قائم کرنے کے لیے ہی بنی ہیں چونکہ جمہوریت ایک ایسا عمل ہے جس میں عوام کی حکومت اور قوانین ہوتے ہیں اور ملک کے تمام باشندگان کو برابر کا حق اور انصاف حاصل ہوتا ہے اوراگر موجودہ وقت کی حکومت ان قوانین کا صحیح سے پاس رکھے تو تشدد عمل میں آ ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ مہاتما گاندھی نے کہا تھا کہ ”عام شہری اور عوام ہی جمہوریت قائم کر سکتے ہیں، جمہوری نظام باہر سے نہیں لایا جا سکتا بلکہ یہ تو عوام خود ہی قائم کرتے

ہیں۔'' انہوں نے مزید کہا کہ '' جمہوریت ہی عدم تشدد کو قائم کرتی ہے، پروان چڑھاتی ہے اور قائم رکھتی ہے اور اس سے ہی عوام آگے آکر حکومت کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر جمہوری نظام کو مستحکم بناتے ہیں۔ چونکہ عدم تشدد (Non-violence) کو تشدد سے الگ نہیں کیا جا سکتا یہ ایک ہی سکے کے دو پہلو ہیں جن میں صبر وتحمل، دوسروں کی عزت وعظمت، آپسی تعامل، آزادی کا خیال، سچائی اور تفاوت پایا جاتا ہے اور اس کی غیر موجودگی تشدد پیدا کرتی ہے۔''

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

سیکیولر اقداروں پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

1.5 امن کی اقداریں اور دستور کی اقداریں Peace values and Constitutional values

معاشرے و ملک میں امن کو قائم کرنے کے لیے امن کی اقداروں کو سمجھنا ہوگا اور ان امن کی اقداروں کو ملک کے دستور کی اقداروں میں شامل کرنا ہوگا چونکہ امن ایک ایسا پرسکون ماحول ہے جو کہ ہر شخص حاصل کرنا چاہتا ہے اور ہر فرد اس کو حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتا ہے جس سے وہ اپنی زندگی کو پر لطف طریقہ سے بسر کر سکے اور اپنی آنے والی نسلوں کو پرسکون ماحول فراہم کر سکے، اس امن کو حاصل کرنے کے لیے وہ دن رات مسلسل متحرک رہتا ہے۔

1.5.1 امن قائم کرنے کے اصول (Principles of Peace):

دنیا میں تمام لوگ مل جل کر آپسی تعاون اور تعامل کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں جس کے لیے وہ درج ذیل اصولوں کے پابند ہونے چاہیے

☆ باہمی یقین قائم کرنے کا اصول۔

☆ یہ دنیا اس رب العزت کی ہے اور ہم صرف اس کے بندوں کی خدمت کے لیے ہی مختص ہیں کا ذہنی اصول۔

☆ عوام کے ساتھ محبت، ہمدردی اور شفقت فراہم کرنے کا اصول۔

☆ ہم جتنا حاصل کر چکے ہیں اسی میں صبر کرنے اور بے سہارا لوگوں کی خدمت و مدد فراہم کرنے کا اصول۔

☆ صبر وتحمل کے ساتھ ساتھ لوگوں کو معاف کرنے اور مدد فراہم کرنے کا اصول۔

☆ لوگوں کی رہنمائی اور مشاورت فراہم کا اصول۔

☆ زندگی کی امیدوں پر بھروسہ رکھنے اور دکھوں وتکلیفوں سے نہ گھبرانے کا اصول۔

☆ آپسی تعاون قائم کرنے اور باہمی عزت فراہم کرنے کا اصول۔

☆ کسی کے نجی کاموں اور خیالات میں ناحق دخل اندازی نہ کرنے کا اصول۔

امن قائم کرنے کے لیے ہمیں ان امن کے اصولوں کو سمجھ کر ان پر عمل کرنا ہوگا جس کی مدد سے ہم اپنے معاشرے و ملک میں امن قائم کر سکتے ہیں جس کے لیے ہمیں معاشرے میں امن کی اقداروں کو بھی فروغ دینا پڑے گا تا کہ امن قائم ہو سکے اور تمام عوام پر امن طریقہ سے زندگی بسر کر سکیں۔ امن کی چند اقداریں درج ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیں

☆ مختلف تہذیب وتمدن کے ساتھ ساتھ معاشرے مین موجود دیگر مذاہب کی آپسی تفہیم، برداشت کا مادہ اور یکجہتی قائم کرنا۔

☆ عوام اور معاشرے کے بزرگوں کے ساتھ مواصلات قائم رکھنا، تبادلئہ خیال کرنا، آپسی معلومات فراہم کرنا اور تعلقات قائم رکھنا۔

☆ خواتین کو سماجی کاموں وتقریبات میں شرکت کروانا۔

☆ تشدد سے باز رہنا اور انسانی حقوق کی عزت افزائی کرنا۔

☆ اپنے اطراف کے ماحول کو پرسکون بنانا۔

1.5.2 ہندوستانی آئین میں امن کی اقدار یں (Constitutional Values of Peace)

ہندوستانی دستور ایک سماجوادی، سیکولر اور جمہوری دستور ہے جو کہ ایک قانون ساز مجلس کے نظام پر مبنی دستور ہے جو کہ چھبیس جنوری سن 1950ء کو نافذ ہوا۔ جس کا مقصد ہندوستانی عوام کو ان کے حقوق حاصل کروانا، ان کی حفاظت کرنا اور ملک میں امن وامان قائم رکھنا ہے۔ ہندوستانی دستور مین تمام سیاسی و سماجی مسائل اوران کے نظام کو پوری طرح واضح کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ عوام کی ذمہ داریوں اور حقوق کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

کسی بھی ملک کا قانون مختلف مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے جس میں اس ملک کے قائدے وقوانین درج رہتے ہیں۔ ہمارے دستور میں بھی ان اقداروں کی وضاحت کی گئی ہے جس میں

خودمختاری (Sovereignty) : آرٹیکل 19 کے مطابق ہندوستان ایک خودمختار، سیکولر اور جمہوری ملک ہے جہاں ملک کے سبھی عوام کو اپنے عقائد اور مذہب اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کی پوری آزادی ہے۔

آزادی (Liberty): ہندوستانی دستور کے اس آرٹیکل (2)19 کے مطابق اس ملک میں عوام کو اپنی بات کہنے، خیالات کا اظہار کرنے، کسی بھی مذہب میں یقین رکھنے، کھانے پینے اور رہنے کی آزادی ہے۔

برابری کا حق (Equality): ہندوستانی دستور کے آرٹیکل 16 میں تمام عوام کو برابری کا حق حاصل ہے۔ جس میں کھانے پینے، تعلیم حاصل کرنے اور کسی بھی جگہ جانے کا حق شامل ہے۔

انصاف (Justice): ہندوستانی دستور کے آرٹیکل 12 اور 13 میں عوام کو انصاف حاصل کرنے کا حق شامل ہے اور کوئی بھی شخص کسی کے بھی ساتھ نا انصافی اور حق تلفی نہیں کرسکتا ہے۔

بھائی چارگی (Fraternity): ہندوستانی دستور کے آرٹیکل 51(a) کے مطابق عوام آپس میں بھائی چارگی کے ساتھ رہیں گے چاہے وہ کسی بھی قوم، مذہب یا عقیدہ سے تعلق رکھتے ہوں آپس میں مل جل کر تمام تیوہار اور تقاریب منائیں گے۔

ہندوستانی دستور کے آرٹیکل 25 کے مطابق ہندوستان میں سبھی لوگوں کو اپنے مذہبی عقائد کے اعتبار سے رہنے ان پر عمل کرنے کی آزدی حاصل ہے۔

ہندوستانی دستور کے آرٹیکل 29 کے مطابق تمام اقلیتوں کو اپنی زبان، اپنی ثقافت اور اپنے دستاویز کو محفوظ رکھنے کی آزادی ہے۔ کوئی بھی شخص یا تعلیمی ادارہ کسی بھی اقلیتی فرد کو زبان، مذہب، ذات اور برادری کی بنیاد پر داخلہ دینے سے منا نہیں کرسکتا۔

ہندوستانی دستور کے آرٹیکل 30 کے مطابق اقلیتی طبقہ کے لوگ اپنے تعلیمی ادارے قائم کرسکتے ہیں۔

اوپر بیان کی گئی تمام امن کی اقداریں اور ہندوستانی دستور میں امن کی اقداروں کو سمجھنے کے بعد یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اگر ہم ایمانداری اور دیانت داری کے ساتھ ان اقداروں کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں شامل کریں تو تشدد، ناانصافی وغیرہ جڑ سے مٹ جائیں گے اور معاشرے و ملک وملت میں امن قائم ہوجائے گا۔

1.5.3 رویوں، عقائد اور امن کی اقداروں کی اہمیت (Importance of Attitude, Beliefs and Values of Peace)

امن کو سمجھنے کے لیے ہمیں امن کی اقداروں، عقائد اور روایات کو سمجھنا اور پرکھنا ہوگا کہ آخر ہم کس طرح امن کی اقداروں کی وضاحت کرتے ہیں اور کس طرح ہم امن کی بات کو منظر عام پر رکھ کر ان کو اپنے روایات میں شامل کرتے ہیں اور اپنے کردار و عادات کو ان اقداروں، یقین اور روایات پر مبنی کرتے ہیں۔

امن کی اقداریں اور ان کی اہمیت (Importance of Values of Peace): اقداریں ایک پیمانہ ہوتا ہے جو کہ ایک شخص کے مختلف

پہلوؤں کی وضاحت کرتا ہے کہ وہ اپنے ذاتی مفاد کو زیادہ توجہ دیتے ہیں، اپنے خاندان کی حفاظت کو زیادہ توجہ دیتا ہے یا پھر وہ اپنے اظہارات وخیالات کی آزادی وانسانی حقوق کے تابع ہیں۔ امن کی قدر ہمارے روزمرہ کے کاموں اور زندگی بسر کرنے کے انداز سے بھی نمایا طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ امن کی اقداریں ہماری زندگی کو اصول فراہم کرتی ہیں اور انہیں اقداروں پر مبنی انسانی زندگی کی ترقی ونشونما ہوتی ہے۔ اقداریں یقین پر مبنی ہوتی ہیں کہ ہم کس چیز کو اپنے یقین کی وجہ سے اچھا کہیں گے اور کس کو برا یا صحیح قرار دیں گے۔ ہمارے یقین ہمارے تہذیب وتمدن اور معاشرتی و مذہبی عقائد پر مبنی ہوتے ہیں اور انہیں سے فروغ پاتے ہیں۔ عام طور پر امن کی وانسانیت کی پانچ اقداریں واضح کی گئی ہیں۔

- ☆ سچ (Truth): ایک سچائی جو ہم الفاظوں سے بیان کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، ان کو قائم کرنے کے لیے ہمیں اپنے اندر حوصلہ درکار ہوتا ہے چونکہ یہ سچائی حقیقت پر مبنی ہوتی ہے، جس میں امداد، آداب واخلاق، ذمہ داری کا احساس اور یکجہتی شامل رہتی ہے۔
- ☆ صحیح راستہ (Right Conduct): یہ وہ راستہ ہوتا ہے جس پر ہم عمل کر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس صحیح راستہ پر عمل کے دوران آنے والی مشکلات اور دشواریوں سے نہیں گھبراتے جس میں ایمانداری، دیانتداری، ہمارے یقین، ہماری تخلیق، ہماری قطعی فیصلہ سازی اور امن کی راہ کی عکاسی ہوتی ہے۔
- ☆ پیار ومحبت اور شفقت (Compassionate): یہ ایک معاشرتی طریقہ ہے جس سے ہم معاشرے میں پرامن طریقہ سے زندگی بسر کرنے، اپنے دوست واحباب اور خاندان کے ساتھ پیار ومحبت اور شفقت کے ساتھ رشتے قائم کرتے ہیں، ان کو پروان چڑھاتے ہیں اور ان میں شامل رہتے ہیں جس میں شامل رہتا ہے دوستی کا احساس، برداشت کا مادہ، معاف کرنے کی قوت، رحم دلی، پیار ومحبت اور بے لوث خدمات۔
- ☆ امن وسکون (Peace): امن ایک ایسی شے ہے جس کو ہم خرید نہیں سکتے نہ ہی کسی سے حاصل کر سکتے ہیں بلکہ اس کو ہمیں خود اپنی حرکات وسکنات سے قائم کرنا ہوتا ہے اور اس کا راستہ ہموار کرنا ہوتا ہے۔ امن کو قائم کر ہم اپنی زندگی سے کشیدگی، تشدد اور ذہنی وجسمانی دشواریوں سے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔ جس میں عام طور پر صبر وتحمل، توجہ کی مرکوزیت، مثبت انداز، اپنی ذات کی موجودگی کا تصور، خود ضبط، شکرگزاری اور اطمینان شامل رہتا ہے۔
- ☆ عدم تشدد (Non-violence): جب دو لوگ بہ ضد ہوں اور کوئی حل نہ نکل رہا ہو تو تشدد پروان چڑھتا ہے جو کہ لڑائی جھگڑوں اور جنگوں میں تبدیل ہو کر بدامنی پھیلاتا ہے۔ اس سے کبھی بھی کوئی مثبت تاثرات حاصل نہیں ہوتے۔ ماہرین تعلیم کا ماننا ہے کہ لڑائی، جھگڑوں اور جنگ میں فتح حاصل کرنے والا بھی کبھی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا ہے، اس کو خوشنودی حاصل کرنے کے لیے عدم تشدد (Non-Violence) کا سہارا لینا پڑے گا جو کہ ہماری زندگی کو پر لطف طریقہ سے بسر کرنے کے لیے بہت اہم ہے۔ عدم تشدد میں بھائی چارگی، آپسی تعامل، وفاداری، حق وانصاف، دوسروں کی موجودگی کو قبول کرنا، متحرک طور پر معاشرتی کاموں میں شریک ہو کر اس کی فلاح کرنے کے لیے کوشش کرتے رہنا، دوسروں کی عزت، انسانی حقوق اور انصاف قائم کرنے کے لیے پرامن طریقہ سے جدوجہد کرتے رہنا شامل ہیں۔

اوپر بیان کی گئی تمام امن کی اقداریں دنیا کے تمام معاشرے و مذاہب میں شامل رہتی ہیں جو کہ ہمیں زندگی بسر کرنے اور امن قائم کرنے کا راستہ فراہم کرتی ہیں ہماری زندگی کو پر لطف بنانے اور امن قائم کرنے کے لیے یہ تمام اقداریں بہت ضروری ہیں۔ اسی لیے ہندوستان کے تمام تعلیمی کمیشنس (Education Commissions) نے اقداروں کی تعلیم فراہم کرنے پر بھی زور دیا ہے۔

1.5.4 امن قائم کرنے کے لیے ہمارے رویوں کی اہمیت:

ہمارے روایات ہی ہمارے اظہارات وخیالات کو یقین اور اقداروں کی مدد سے منظر عام پر ہماری تصویر اور مجسمہ پیش کرتے ہیں جو کہ ہمارے زبانی

عمل یا پھر غیر زبانی عوامل سے ظاہر ہوتے ہیں اور ہماری اقداروں اور امن پسندی و زندگی کی عکاسی پیش کرتے ہیں۔ ہمارے روایات معاشرے، خاندان اور ملک وملت میں رہ کر ہی حاصل کیے جاتے اور سیکھے جاتے ہیں جو پروان چڑھ کر ہماری زندگی اور کردار و عادات کو قائم کرتے ہیں اور یہ ہی ہماری اقداریں ہوتی ہیں۔

ہمارے روایات عام طور پر دو طرح کے ہوتے ہیں پہلا واضح (Explicit) جن کو ہم اپنے طرز عمل سے ظاہر کرتے ہیں اور ہم ان روایات پر فخر بھی کرتے ہیں جبکہ دوسرا (Implicit) غیر واضح یعنی کہ ضمیر پر مبنی جو بظاہر طور پر تو منظر عام پر نہیں آتے لیکن ہمارا ہر قدم اور فیصلہ ان سے متاثر ضرور رہتا ہے، یہ روایات ہمارے پرانے تجربات واحساسات پر مبنی ہوتے ہیں جو کہ مشاہدات یا نجی تجربات سے حاصل ہوتے ہیں جس میں سماجی اقداریں، سماجی نظام اور سماجی حرکات وسکنات شامل رہتی ہیں۔ ہمارے یہ روایات ذہنی، جذباتی اور کرداری عوامل کو متاثر کرتے ہیں اور ہم انہیں اپنی حرکات وسکنات پر غالب کر لیتے ہیں۔ یعنی جس طرح کا ہمارا معاشرہ یا صحبت ہوگی ہمارے روایات انہیں اقداروں اور روایات پر مبنی ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے کردار کو پروان چڑھاتے جاتے ہیں اور نئے نئے تجربات حاصل کرتے جاتے ہیں اور منفی یا مثبت روایات میں تبدیلی بھی کرتے جاتے ہیں چونکہ ہم اپنے کھٹے میٹھے مشاہدات اور تجربات سے اپنے روایات میں سدھار بھی کرتے جاتے ہیں اور چونکہ ہم ان روایات کو مثبت عوامل اور تجربات کے ساتھ ساتھ مشاہدات فراہم کر بدلتے بھی جاتے ہیں اور ان کو دوبارہ قائم بھی کرتے جاتے ہیں تو یہ ہی ہماری اقداریں بن جاتی ہیں۔ سماج یا معاشرے یا ملک وملت میں امن قائم کرنے کے لیے ہمیں ان روایات کی اہمیت کو سمجھ کر ان کو مثبت زاویات میں رکھ کر تبدیل کرنا ہوگا جس سے امن قائم ہو سکے۔

جب ہم امن قائم کرنے کے لیے ان کرداروں میں ردوبدل کرنے کی بات کریں گے تو ہمیں امن و اقداروں کی تعلیم کی طرف عوام کو مائل کرنا ہوگا جس میں ہم درج ذیل طریقہ کار کا استعمال کر سکتے ہیں

☆ عوام کو کسی مثالی شخصیت سے روبرو کروا کر حوصلہ افزائی کرنا۔
☆ خود کی شناخت قائم کروانا۔
☆ زندگی کی مہارتوں کی تعلیم فراہم کرنا۔
☆ صحت کی تعلیم فراہم کرنا۔
☆ گروپ رہنمائی اور مشاورت فراہم کرنا۔
☆ اقداروں اور ماحولیات کی تعلیم فراہم کرنا۔

چونکہ تعلیم انسان اور معاشرے کے لیے فلاح کا کام کرتی ہے اور زندگی جینے کی راہ فراہم کرتی ہے اور یہ ہی وہ وسیلہ ہے جس سے ہم قلبی سکون حاصل کر سکتے ہیں اور پرامن طریقہ سے زندگی بسر کر سکتے ہیں اور اپنے روایات ورجحانات کو بدل کر نئی اقداریں اور یقین قائم کر سکتے ہیں اس لیے ان کی اہمیت امن قائم کرنے میں بہت اہم ہے۔

1.5.5 یقین (Beliefs):

یقین ایک قلبی احساس ہوتا ہے ''کہ جو میں سوچ رہا ہوں، دیکھ رہا ہوں یا کر رہا ہوں وہ صحیح ہے، سچ ہے، حق ہے اور قائم ودائم ہے'' جبکہ کئی مرتبہ یہ یقین صرف سنی سنائی باتوں اور غیر واضح، غیر منطقی ہو سکتا ہے مگر چونکہ ایک شخص کو یہ یقین ہے کہ وہ صحیح راستہ پر چل رہا ہے تو اس کے یقین کو بدلنے اور واضح کرنے کے لیے کافی مشقت کرنی پڑتی ہے۔ جیسے کہ ایک شخص یہ مانتا ہو کہ اگر میں اس دنیا سے انتقال کرنے کے بعد دوبارہ سے اس ہی گھر میں واپس پیدا ہو جاؤں گا تو ہمیں اس کے اس یقین کو بدلنے میں کافی مشکلات اور مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہمارے کرداری عوامل ہمارے روایات سے ظاہر ہوتے ہیں اور ہمارے روایات ہماری اقداروں سے اور ہماری اقداریں ہمارے یقین پر قائم ہوتی ہیں اس لیے یقین ایک بہت گہری شے ہے جس کی اہمیت امن قائم کرنے میں مسلم ہے۔ چونکہ یہ یقین

ہماری تہذیب وتمدن، ہماری تعلیم، ہمارے مشاہدات وتجربات اورصحبت سے قائم ہوتے ہیں اس لیے ہمارے یہ یقین بہت ہی پختہ ہوتے ہیں۔

امن قائم کرنے میں امن کی اقداروں، روایاتوں ور جحانات کی اہمیت واضح ہے چونکہ یہ تمام آپس میں ایک دوسرے سے جڑ کر ہی عمل میں آتے ہیں اور ہماری زندگی کو متحرک کرتے ہیں اور ہمارے ہر عمل پر غالب رہتے ہیں۔ معاشرے میں امن قائم کرنے کے لیے ہمیں انہیں کردار وعادات، یقین اور اقداروں کو مثبت طریقہ عمل میں رکھ کر بدلنا ہوگا تبھی ہم امن قائم کر سکتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. امن کی اقداروں کو ہم کس طرح قائم کر سکتے ہیں 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

1.6 امن قائم کرنے میں حائل رکاوٹیں Challenges to Peace

امن قائم کرنے مین بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر اے پی جے ابوالکلام صدر ہندوستان ملک کی خوشحالی کو امن سے جوڑتے تھے اور انہوں نے ملک میں امن قائم کرنے پر زور دیا اور واضح کیا کہ امن ہم خود اپنی ہی ذات سے قائم کر سکتے ہیں اس کے لیے ہمیں اپنی انا ختم کر دوسرے لوگوں کی موجودگی کو قبول کرنا ہوگا۔ چونکہ امن ایک فطری طریقہ ہے جس میں اقداریں، اخلاقیات اور ہمدردانہ سلوک شامل رہتا ہے اور یہ تمام تہذیب اور مذاہب کا جزو ہے مگر جب ہم امن قائم کرنے کی بات کرتے ہیں تو ہمارے سامنے مختلف رکاوٹیں حائل ہو جاتی ہیں، جس میں کشیدگی (Stress) تنازعات (Conflict) جرائم (Crime) دہشت گردی (Terrorism) تشدد (Violence) اور جنگیں شامل رہتی ہیں۔ جن کو دور کرنا امن قائم کرنے کے لیے ضروری ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم ان تمام رکاوٹوں کو دور کریں کیسے؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہمیں امن کی ان تمام رکاوٹوں کو سمجھنا ہوگا۔

1.6.1 کشیدگی (Stress):

کشیدگی ایک طرح کے ذہنی دباؤ کا عمل ہے جو کہ ایک نفسیاتی درد کی شکل میں ہمارے دل و دماغ کے ساتھ ساتھ ہمارے جسم کے اعضاء کو بھی متاثر کرتا ہے۔ اگر کشیدگی کی مقدار کم یا معنی خیز ہو تو یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہوتی ہے مگر جب یہ کشیدگی زیادہ بڑھ جاتی ہے تو یہ ہمارے دل و دماغ کے ساتھ ساتھ جسم کے اعضاء کو بھی کند بنا دیتی ہے جو ایک بڑی پریشانی کا سبب ہوتا ہے۔ کشیدگی ہمیشہ ہی ہمارے اردگرد کے ماحول سے پیدا ہوتی ہے، یا پھر ذہن میں منفی احساسات پیدا ہو جانے سے ہمیں جکڑ لیتی ہے۔ کشیدگی کئی طرح سے پیدا ہوتی ہے جیسے تعلقات ختم ہو جانے کا ڈر، خوف و حراساں ہونا، یا پھر منفی جذبات قائم ہونے کا ڈر، کسی کام، جگہ یا چیز کی تشویش وغیرہ سے بھی ہمارے اندر کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کشیدگی ہمارے ذہن، جسم اور امن کے لیے ایک دھمکی یا چیلنج کی طرح ہوتی ہے اگر لوگ یہ سمجھ لیں کہ ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو یہ کشیدگی اس شخص کو جکڑ لیتی ہے مگر جب کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ میں اس چیلنج کو قبول کر پورا کر سکتا ہوں تو یہ کشیدگی اس شخص کے لیے مفید ثابت ہوتی ہے۔

انفرادی اور معاشرتی امن قائم کرنے میں کشیدگی ایک بہت بڑی رکاوٹ کا کام کرتی ہے اور جب یہ لوگوں میں پیدا ہو جاتی ہے تو معاشرے میں بد امنی پھیل جاتی ہے۔ تمام غیر امن پسند لوگ اس کشیدگی کا ہی سہارا لیتے ہیں اور مختلف قسم کے خدشات، افواہیں اور ڈر وخوف پیدا کر معاشرے میں بدامنی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کی ایک مثال روس وامریکہ کے بیچ کولڈ وار (Cold War) کا ہونا تھا۔

کشیدگی کی روک تھام بھی کی جا سکتی ہے، جس میں سب سے پہلے عوام میں خود اعتمادی، اپنی صلاحیتوں اور لیاقتوں پر بھروسہ قائم کروانا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ لوگوں کو جدید علم اور نظریات سے واقف کروانا، غلط فہمیوں، افواہوں کو دور کر واضح مشاہدات اور ترسیل قائم کروانا ہوتا ہے، ہم ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، تقویت فراہم کرتے ہیں، انہیں نئے راستے اور زاویات سے روشناس کرواتے ہیں اس کے ساتھ ہی ساتھ ان کو روشن مستقبل کی طرف

گامزن کرتے ہیں، جس سے ان کے اندر کشیدگی کم ہونے لگتی ہے اور یہ معاشرے، ملک وملت کی ترقی وفلاح کے لیے اپنا رول ادا کرنے کے لیے کوشاں ہو جاتے ہیں، جو کہ امن قائم کرنے کی راہ میں ایک بڑا اقدم ہے۔

1.6.2 تنازعات(Conflict):

تنازعات ایک طرح کی گھبراہٹ اور نا اتفاقی ہے جو کہ دو فریقین کے درمیان پیدا ہوتی ہے جس کو ہم آپسی ٹکراؤ کی شکل میں محسوس کرتے ہیں۔ جب کوئی فرد یا گروپ کسی کام کو انجام دیتا ہے اور دوسرا گروپ اس کو تسلیم نہیں کرتا یا پھر اس کے خلاف مزاحمت کرتا ہے تو یہ تنازعات کی شکل میں منظر عام پر آتے ہیں جو کہ گروپ کے اندر(Interagroup) یا پھر کسی دوسرے گروپ(Intergroup) میں پیدا ہوتے ہیں۔ تنازعات کی شروعات خیالات واظہارات میں اتفاق نہ ہونا، ناکامیابی کی ذمہ داری دوسروں پر عائد کرنا، ایک دوسرے کی مخالفت کرنا، ایک دوسرے کو بےعزت کرنا نیچا دکھانے کی کوشش کرنا، ایک دوسرے کو جسمانی، ذہنی ونفسیاتی تکلیف پہنچانا وغیرہ شامل رہتے ہیں۔ یہ تنازعات کبھی بھی مفید ثابت نہیں ہوتے، مگر جب دو شعور مند لوگ یا گروپ آپس میں تنازعات رکھتے ہوں تو یہ دونوں کے لیے فائدہ مند ہو سکتے ہیں، چونکہ تنازعات برداشت کے مادہ کو بڑھاتے ہیں، صبر وتحمل سکھاتے ہیں، اپنی نجی صلاحیتوں اور ہمارے کام کی سمجھ اور تنقیدی جائزہ لینے کی سمجھ پیدا کرتے ہیں، ترقی کی طرف گامزن کرتے ہیں، نئی ایجادوں کو فروغ دیتے ہیں مگر عام طور پر ان تنازعات سے نقصان ہی ہوتا ہے۔ تنازعات کی شروعات لوگوں کی بنیادی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ نفسیاتی ضرورتیں وحوس کے ہی سبب پیدا ہوتی ہے جس میں عام طور پر روٹی کپڑا اور مکان کے ساتھ ہی ساتھ ناانصافی، حق تلفی، اپنے آپ کو معتبر تسلیم کرنا(Superiority)، بےچینی، خطرہ، بداعتمادی، لاچاری لالچ وغیرہ اس میں شامل رہتے ہیں۔ تنازعہ کے سبب تمام معاشرے میں بدامنی پھیل جاتی ہے۔

تنازعہ امن قائم کرنے کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے چونکہ اس میں دو افراد یا گروپ شامل رہتے ہیں اور یہ بہ ضد ہوتے ہیں تو ان کو سمجھانا اور امن قائم کرنا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔

1.6.3 تنازعات دور کرنا(Remove Conflict):

تنازعہ ایک سماجی عمل ہے اور اسے دور بھی اس سماجی عمل سے ہی کیا جا سکتا ہے، جس کے لیے ہمیں سماج کے معزز شخصیتوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو کہ دونوں فریقین سے واقفیت رکھتے ہوں اور ساتھ ہی ساتھ ان کے درمیان کے تنازعات سے بھی بہ خوبی واقف ہوں اور جو ثالثی(Mediator) کا کردار نبھا سکیں مگر اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں فریقین بھی تنازعات کے حل کے لیے متمنی ہوں۔ ایک ثالث کی مدد سے، لوگوں کی رہنمائی اور مشاورت خدمت فراہم کر اس تنازعہ کو ہم دور کر سکتے ہیں۔

1.6.4 جرم(Crime):

جرم کا مطلب کوئی فرد اکیلا یا گروپ میں مل کر کوئی ایسا کام انجام دے جو کہ کسی ایک شخص یا گروپ یا معاشرے کو نقصان پہنچاتا ہو، اس معاشرے، ملک وملت کے قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہو جرم کہلاتا ہے اور جو شخص یا گروپ اس کام کو انجام دیتا ہے مجرم کہلاتا ہے۔ جرم کی کئی قسمیں ہوتی ہیں جیسے کسی کا قتل کر دینا، کسی شخص کو ذہنی، جسمانی، جذباتی ومعاشیاتی چوٹ پہنچانا یا پھر کسی کی کوئی چیز چرا لینا وغیرہ تمام جرم کی حد میں آتے ہیں۔ جرم اور مجرم بھی معاشرے میں امن قائم کرنے کی راہ میں ایک رکاوٹ ہیں جس کی روک تھام کر ہم معاشرے میں امن قائم رکھ سکتے ہیں۔ دنیا کے تمام خطہ میں بہت سے ایسے NGO'S ہیں جو کہ ان مجرمین کو تعلیم وتربیت فراہم کر معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت فراہم کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

1.6.5 دہشت گردی(Terrorism):

آج کے دور میں سب سے زیادہ بات دہشت گردی پر ہی ہو رہی ہے۔ دہشت گردی لوگوں میں خوف وحراس اور دہشت میں مبتلا کر اپنے سماجی،

معاشی، سیاسی اور مذہبی عقائد کو حاصل کرنے کا ایک طریقہ کار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ دہشت گردی ایک ایسا عمل ہے جو کہ جان بوجھ کر، سوچ سمجھ کر اور ہوش وحواس کے ساتھ پورے منصوبہ بند عمل کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے جس سے لوگ دہشت اور خوف میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو کہ امن قائم کرنے کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ دہشت گرد عام شخص ہوتے ہیں جو کہ مذہب، پیسہ یا نفسیاتی سکون حاصل کرنے کے لیے یہ عمل کرتے ہیں مگر کچھ دہشت گرد کچھ لوگوں کے بہکاوے میں آ کر بھی دہشت گردی کو انجام دیتے ہیں اور کچھ سماجی وحکومت کی ناانصافی، حق تلفی، غریبی، لاچاری یا پھر نفسیاتی چوٹ کی وجہ سے بھی اس جلتی ہوی دل دل میں کود پڑتے ہیں۔ چونکہ دہشت گردی سے کبھی بھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا اور ہر دہشت گرد کا انجام بد سے بدتر ہی ہوتا ہے اس لیے یہ سماج کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ دہشت گردی بھی امن قائم کرنے کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ دہشت گردی کو ہم سماج کے تمام طبقات کو انصاف دلا کر اور سماجی اقداروں کو پیدا کر ہم اپنے معاشرہ میں امن قائم کر سکتے ہیں۔

1.6.6 تشدد (Violence):

تشدد کی وضاحت کرتے ہوے WHO نے کہا ہے کہ تشدد ایک فرد یا ایک گروپ کا شعوری عمل ہے جس میں طاقت کا غلط استعمال کیا جاتا ہے جس کے سبب کسی فرد، معاشرہ، ملک وملت یا قوم کے خلاف تشدد کیا جاتا ہے جس کے سبب لوگوں کو جسمانی، جذباتی، ذہنی چوٹ پہنچتی ہے اور لوگوں کو جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشیاتی نقصان پہنچتا ہے اور لوگ اپنی جان ومال سے ہاتھ دھوتے ہیں یا پھر زخمی ہوتے ہیں وخوف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ تشدد کئی طرح کا ہو سکتا ہے جس میں جنسی استحصال، جسمانی چوٹ، نفسیاتی چوٹ واستحصال کے ساتھ ساتھ جذباتی استحصال شامل ہیں جس کے سبب لوگوں میں غم وغصہ پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ اس تشدد کا بدلہ لینے کی منصوبہ بندی کرنے لگتے ہیں جس سے بدامنی پھیلتی ہے۔ اس تشدد کو روکنے کے لیے ہم کئی طرح کے کام کر سکتے ہیں۔ جیسے انسانی حقوق کی پامالی کو روکنا، تہذیب وتمدن کی اقداروں کی وضاحت کر سکتے ہیں، لوگوں کو ذریعہ معاش سے جوڑ سکتے ہیں، عوام کو مذہبی وسماجی آزادی فراہم کر سکتے ہیں اور عوام کی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور نفسیاتی صحت کا خیال رکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم معاشرے وملک وملت میں تشدد کم کر سکے تو ہم امن قائم کر سکتے ہیں۔

1.6.7 جنگ (war):

جنگ دو تہذیبوں یا دو ملکوں کے درمیان اوزاروں کے ساتھ بڑے پیمانے پر کی گئی جارحیت کرنے، تباہی مچانے اور لوگوں کو قتل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ جس میں کسی حکومت کی مستقل افواجیں شریک رہتی ہیں اور جس سے دو ملک یا قومیں تباہ ہو جاتی ہیں اور دونوں اطراف کے فوجی وعام شہری مارے جاتے ہیں اس کے ساتھ ہی ساتھ مال کا بھی نقصان ہوتا ہے اور اس کے اثرات دیرپا ہوتے ہیں۔ اس دنیا نے بہت سی بڑی بڑی جنگیں دیکھی ہیں جن میں لاکھوں، کروڑوں لوگ جاں بحق ہو چکے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اب اگر کوئی جنگ ہوئی تو یہ جوہری جنگ ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ یہ دنیا کی آخری جنگ ہو۔ جنگ امن قائم نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس سے کسی مسئلہ کا حل ہو سکتا ہے۔ اگر ہمیں امن قائم کرنا ہے تو جنگ کو خیر باد کہنا ہوگا اور امن کی اقداروں کو رائج کر امن کی راہ تلاش کرنی ہوگی۔

1.6.8 دہشت گردی، جرم، تشدد اور جنگ کے زندگی پر اثرات (Impact on Quality of Life):

زندگی کے معیار پر اثر انداز ہونے والے کئی عناصر ہیں جن میں کشیدگی، تشدد، جرم اور جنگیں بھی شامل رہتی ہیں جس سے ہماری زندگی درہم برہم ہو جاتی ہے۔ جب ہم ان مشکلات میں مبتلاء ہوتے ہیں تو ہماری زندگی کے تمام شعبہ جات بھی متاثر ہوتے ہیں۔ جیسے

پہلا مرحلہ: انفرادی طور پر جب ایک شخص دہشت گردی، کشیدگی، تشدد، جرم، آپسی تنازعات اور جنگوں کا شکار ہوتا ہے تو وہ مختلف طرح کے نفسیاتی، جذباتی، ذہنی اور جسمانی امراض کا شکار ہو جاتا ہے اور معاشرے کی فلاح کے لیے کام نہیں کر سکتا۔

دوسرا مرحلہ: سماجی طور پر دہشت گردی، کشیدگی، تشدد، جرم، آپسی تنازعات اور جنگوں کے شکار معاشرے کی روزمرہ کی زندگی پر برے اثرات پڑتے ہیں، جیسے

☆ کئی لوگ اس تشدد کے سبب جاں بہ حق ہو جاتے ہیں۔
☆ کئی خاندان بکھر جاتے ہیں۔
☆ سماجی و معاشیاتی ترقی میں رکاوٹیں حائل ہو جاتی ہیں۔
☆ روزمرہ کی ضروری چیزوں و اناج کی قلت ہو جاتی ہے۔
☆ مختلف مستقبل کی دشواریاں ظاہر ہوتی ہیں۔
☆ ڈر و خوف کا سایہ ہمارے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں پر پڑتا ہے، جس کے سبب یہ مختلف تشویش میں مبتلا رہتے ہیں۔
☆ ذہنی چین و امن و سکون چھن جاتا ہے اور ہم اپنی حفاظت کے لیے پریشان رہتے ہیں۔
☆ ہمارا سماج کئی حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔
☆ ہم اپنے لوگوں کو ہی شک و شبہات کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔
☆ ہمارے یقین قائم نہیں رہتے، اقداروں میں کمی واقع ہوتی ہے اور تہذیب و تمدن، کردار و عادات و اخلاقیات متاثر ہوتے ہیں۔
☆ ہم سیاسی، تعلیمی و معاشی پستی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دہشت گردی، کشیدگی، تشدد، جرم، آپسی تنازعات اور جنگوں کے ہماری زندگی پر مضر اثرات رونما ہوتے ہیں اور جو معاشرہ اس سے متاثر ہوگا اس کی ترقی و خوشحالی ختم ہو جاتی ہے اور سماج میں بدامنی پھیل جاتی ہے۔ امن چونکہ عوام ہی قائم کرتے ہیں تو اگر یہ عوام ہی کشیدگی کے شکار ہوں تو ان کی خود اعتمادی کم ہو جاتی ہے۔ ہمیں حتیٰ الامکان دہشت گردی، کشیدگی، تشدد، جرم، آپسی تنازعات اور جنگوں سے اپنے معاشرے اور اپنے نوجوانوں کو دور رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے جس سے ہم اپنی زندگی کو امن و سکون کے ساتھ بسر کر سکیں۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. امن قائم کرنے میں حائل رکاوٹوں کو ہم کس طرح دور کر سکتے ہیں 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

1.7 تعلیم امن کی طرز رسائیاں Approaches to Peace Education

UNICEF نے سن 1996ء میں امن کی تعلیم کے لیے اپنی سفارشات پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''نوجوان طلباء و طالبات کو ہم امن کی تعلیم سے زندگی کے ہر علاقہ میں مدد فراہم کر سکتے ہیں، جس میں ان کے خاندان، ان کی برادری، ان کے مذہب سے لگاؤ، ان کے معاش اور معاشرے سے ان کے تعلقات شامل ہیں جو کہ آپسی ہمدردی، تعاون اور بھائی چارگی پر مبنی ہونے چاہیے۔ اس کام کے لیے ہمیں کئی برس بھی لگ سکتے ہیں مگر ہمیں ان نوجوان طلباء کو امن کی تعلیم فراہم کرنی ہی ہوگی۔'' UNICEF کی اس جستجو اور کاوشوں کا مطلب ہمیں اپنے اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں امن کی تعلیم کو فروغ دینا ہی ہوگا۔

جے کرشنا مورتی (J.krishnamurty) نے بھی امن کی تعلیم کو اسکولی نصاب میں شامل کرنے کی سفارشات پیش کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم اپنے تعلیمی نصاب میں زندگی کے عوامل اور مختلف عناصر کو شامل نہیں کریں گے تب تک ہماری ذاتی اور سماجی مشکلات اور بڑھتی ہی چلی جائیں گی۔ تعلیم کا مطلب صرف عالم و فاضل اور نوکری تلاش کرنے والے ہی نہیں پیدا کرنا ہے بلکہ ایسے مرد اور خواتین کو بھی منظر عام پر لانا ہے جو کہ خوف و دہشت سے پاک ہوں اور امن قائم کر سکتے ہوں۔ ان کے مطابق تعلیم ایک ایسا وسیلہ ہے، جو کہ عوام کو مستقبل کی تصوریت فراہم کرتا ہے اور جس میں اسکولوں کو ایک تعلیمی آلہ کی طرح استعمال کیا جاتا ہے، جو کہ طلباء کی زندگی کی اقداروں کو، مہارتوں کو، روایاتوں اور یقین کو قائم کرا ایک ذمہ دار شہری بنانے کی ترغیب فراہم کرتا ہے۔

1.7.1 امن کی تعلیم فراہم کرنے کے مقاصد (Aims of Peace Education)

☆ طلباء و طالبات کے اندر دہشت گردی، تشدد، طاقت کے غلط استعمال، انصاف، جنس(Gender) اور اپنے اطراف کے ماحول کے لیے شعور بیداری، حساسیت اور علم کو فروغ دینا جس سے وہ زندگی سے تعلق رکھتے ہوے تمام مسائل کو سمجھ کر خود ان کا حل تلاش کر سکیں۔

☆ طلباء و طالبات کے اندر تنقیدی سوچ، مسئلہ کا حل نکالنے، تنازعات کو دور کرنے، ہمدردی، بھائی چارگی اور آپسی تعاون کی مہارتوں کو فروغ دینا۔

☆ طلباء و طالبات کے اندر اپنی عزت وعظمت، دوسروں کی عزت واحترام، کھلا ذہن مرتب کرنے اور زندگی کے اولین مقاصد قائم کرنے کی طرف گامزن کرنے کی مہارت پیدا کرنا۔

☆ طلباء و طالبات کے اندر امن قائم کرنے کے روایات ور جحانات قائم کرنا اور امن کی مہارتوں ولیاقتوں کو فروغ دینا۔

☆ طلباء و طالبات کے اندر ایسی حکمت عملیوں کو فروغ دینا جس سے تشدد، ناانصافی، تنازعات، دہشت گردی اور جرائم کا سامنا عدم تشدد سے کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

1.7.2 تعلیم امن کی تدریسی واکتسابی طرز رسائیاں:(Teaching Learning Approaches to Peace Education)

امن کی تعلیم فراہم کرنے کے عمل میں درس وتدریسی نقطۂ نظر (Approaches) کو ہم امن کی تعلیم کے ودرس وتدریس میں استعمال کر امن کی تعلیم کے مقاصد حاصل کرنے کے لیے عمل میں لاتے ہیں جن میں سے کچھ کو درج ذیل رکھ کر بحث کی جارہی ہے۔

مجموعی نقطۂ نظر (Holistic Approach): مجموعی نقطۂ نظر کے تدریسی طریقہ سے ہم امن کی تعلیم کی ہدف کی طرف گامزن کرتے ہیں۔ مجموعی نقطۂ نظر میں ہم امن کی تعلیم کے تصورات، وجوہات اور قاعدے وقوانین کی قید نہیں کرتے بلکہ اپنا ہدف حاصل کرنے کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔ جس میں ذہنی ، جذباتی اور کردار سازی سیکھنے کے عمل کو مکمل کیا جاتا ہے۔ مگر اس نقطۂ نظر میں ہماری توجہ تصورات کو منتقل کرنے کی ہوتی ہے۔ ہم امن کی تعلیم فراہم کرنے میں مجموعی نقطۂ نظر سے تین مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پہلا: امن کی تعلیم کا پہلا ہدف تشدد اور تنازعات کی جڑوں کو سمجھنے کا شعور اور بیداری پیدا کرنا ہے جو کہ مجموعی نقطۂ نظر کے تدریسی عمل سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

دوسرا: امن کی تعلیم میں ہم مجموعی نقطۂ نظر سے طلباء و طالبات کے اندر ہمدردی، پیار ومحبت اور شفقت کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقداریں، پرامیدی اور سماجی ذمہ داری کی اقداروں اور مہارتوں کو فروغ دیتے ہیں۔

تیسرا: امن کی تعلیم میں ہم مجموعی نقطۂ نظر سے طلباء و طالبات کے اندر ذہنی فکر وعمل اور روایات وکردار سے اپنے اردگرد موجود تشدد اور تنازعات کے حالات کو قابو کرنے کے مظبوط عمل کو سکھاتے ہے۔

اشترا کی نقطۂ نظر (Participatory Approach): اشترا کی نقطۂ نظر سے ہم امن کی تعلیم فراہم کرنے میں طلباء و طالبات کے اندر سماعت کی مہارت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے طلباء و طالبات ترسیلی عمل میں ماہر ہو جائیں۔ چونکہ معاشرے میں تنازعات اور تشدد پیدا ہونے کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ ہم صرف اپنی ہی تعریف کی بات کرنا اور سننا پسند کرتے ہیں اور اپنے حریف کو سننا اور سمجھنا نہیں چاہتے اس لیے اس اپروچ میں ہم سماعت کی مشق کرنے کے طریقہ استعمال کرتے ہیں، درجہ میں جمہوری ماحول قائم کیا جاتا ہے اور درجہ میں ہی سماعت سے علم اور دیگر مہارتوں اور روایات ور جحانات کو فروغ دیا جاتا ہے۔ جو کہ ایک جمہوری نظریہ کے طالب علم کی فلاح کرنے اور اچھا شہری بنانے کے لیے ضروری ہیں۔

تعاونی نقطۂ نظر(Co-operative Approach): تعاونی نقطۂ نظر کے عمل میں اساتذہ درجہ میں طلباء کو باہمی تعاون قائم کرنے اور ایک دوسرے کو اپنے کار عمل میں شریک کرنے کی مہارت کو فروغ دیتے ہیں اور طلباء پر ساتھ مل جل کر کام کو پورا کرنے کے عمل پر کام کیا جاتا ہے۔ جس سے طلباء متحرک ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے باہمی تعاونی عمل سے محرکات حاصل کرتے ہیں، آپسی تعلقات کو قائم کرتے ہیں۔ تعاونی نقطۂ نظر سے الگ تھلگ رہنے والے طلباء کی بھی درس وتدریس میں شمولیت حاصل کی جاتی ہے۔ اس عمل سے طلباء کے اندر مثبت روایات ور جحانات پیدا ہوتے ہیں۔ اس اپروچ میں طلباء آپس میں مل جل کر کام کرتے ہیں اور مختلف سیکھنے کے طریقوں کو اپنا کر درجہ میں کارکردگیوں کو انجام دیتے ہیں۔

تجرباتی نقطۂ نظر(Experimental Approach): تجرباتی نقطۂ نظر کے عمل سے ہم درجہ میں امن کی تعلیم کے کارکردگی پر مبنی سیکھنے کے عمل اپناتے ہیں۔ اس نقطۂ نظر میں طلباء مجموعی طور پر یا انفرادی طور پر ایک کارکردگی کو انجام دیتے ہیں اور پھر اس کارکردگی پر مبنی تصورات قائم کرتے ہیں اور ان تصورات کو بیان کرتے ہیں اور اپنی اپنی رائے بھی فراہم کرتے ہیں۔ یہ عمل تعلیم کے نفسیاتی اسکول تعمیریت (Psychology school of Constructivism) کے عمل پر مبنی ہے جو کہ طلباء کی کارکردگیوں اور اصل تجربات کو آسان اور لچکدار(Flexible) ماحول اور طریقوں کو تعلیم میں رائج کرنے پر زور دیتا ہے۔ اس میں جدید سوچ، نئے عمل اور نئی تحقیق کرنے نئے راستے تلاش کیے جاتے ہیں جس سے آپسی تشدد، تنازعات اور دہشت گردی کا مقابلہ کیا جاسکے۔

انسان پرستی کا نقطۂ نظر(Humanistic Approach): ماسلو اور کارل روجرس(Maslow and Carl Rogers) نے تعلیم فراہم کرنے کے لیے انسان پرستی کا نقطۂ نظر پیش کیا جسے ہم امن کی تعلیم فراہم کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ ماسلو اور کارل روجرس کے اس انسان پرستی کے نقطۂ نظر کے مطابق درجہ میں طلباء کی ترقی وسیکھنے کا عمل انفرادی، جذباتی وسماجی ترقی فراہم کرواتا ہے۔ اس عمل میں طلباء وطالبات کو اپنی انفرادی خوبیوں اور خامیوں سے روشناس کروایا جاتا ہے۔ جس سے وہ اپنی عزت وعظمت کو قائم کرنے اور فلاح کرنے کے عمل کو سیکھ جائیں۔ چونکہ بغیر اپنی خود کی ذات کے ساتھ مثبت تصورات قائم کئے، بغیر اپنی تصویر کشی کئے ہم معاشرتی ترقی وفلاح کرنے کی راہ میں قدم نہیں بڑھا سکتے ہیں۔ طلباء یہاں پر اپنی ذہنی، جذباتی، مذہبی، تہذیبی اور اخلاقی اقداروں کی پرکھ کرتے ہیں اور انہیں مثبت زاویوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، درجہ میں اساتذہ صرف ان کے مشاہدات کرتے ہیں اور ان کی مدد فراہم کرتے ہیں۔ درجہ میں جمہوری ماحول رہتا ہے اور سب ہی ایک دوسرے کی عزت واحترام کرتے ہیں جس سے پیار ومحبت اور شفقت کی اقداریں پیدا ہوتی ہیں جو کہ امن کی تعلیم کے لیے بہت ضروری ہیں۔

1.7.3 امن کی تعلیم فراہم کرنے کے مختلف طریقہ تدریس(Teaching Methods of Peace Education)

بحث ومباحثہ کا طریقہ(Discussion Method): اسکول اور کالجوں میں امن کی تعلیم فراہم کرنے کے لیے بحث ومباحثہ کا طریقہ عمل میں لایا جاتا ہے جس سے طلباء کے اندر ان کی نجی یا ذاتی رائے وخیالات کا اظہار کرسکنے اور مختلف دلیلوں کی مدد سے اپنی رائے کا دفاع کرسکنے کی قوت اور شعور پیدا کیا جاتا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ طلباء کے اندر یہ قوت بھی پیدا کی جاتی ہے کہ وہ اپنی بات کو واضح کرسکیں اور اپنے حریف کی بات کی سماعت کرسکیں۔ یہاں پر ایک بات ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ ایک بحث ومباحثہ حقائق پر مبنی معلومات اور اچھے خیالات کے اظہاروں پر مبنی ہونا چاہئے۔

پیئر ٹیچنگ(Peer Teaching): اس طریقہ تدریس کے عمل میں طلباء کے دو گروپ بنائے جاتے ہیں اور ان کو امن کی تعلیم کا ایک عنوان فراہم کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے طلباء کا پہلا گروپ اس عنوان پر اپنے گروپ کی طرف سے مقررہ وقت میں اپنی رائے فراہم کرتا ہے اور دوسرا گروپ اس کو بغور سماعت کرتے ہوئے عام وخاص نکات کو پرکھتے ہیں اور نوٹ کرتے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا گروپ جواب دینا یا عنوان پر اپنی رائے رکھنا شروع کرتا ہے اور اب پہلا گروپ سماعت کرتے ہوئے اہم نکات کو پرکھتا جاتا ہے۔ یہ عمل درجہ میں بار بار دہرایا جاتا ہے جب تک کہ ایک اتفاق رائے قائم نہیں ہوجاتی۔

مشاہدہ کرنے اور تصور قائم کرنے کی مشق کا طریقہ (Visualization Exercise): اس طریقہ سے امن کی تعلیم کا طالب علم درجہ میں مختلف ماحول کا مشاہدہ کر ایک منطقی سوچ قائم کرنے کے عمل کو سیکھتا ہے جس میں مختلف راستوں اور حالاتوں میں تنازعات، تشدد اور ان کے پیدا ہونے کے حالات کو سمجھنا اور دور کرنا شامل رہتا ہے۔

رول پلے(Role Play): اس طریقہ میں ہم امن کی تعلیم فراہم کرنے کے لیے کسی معزز شخص، کسی جگہ یا کسی منظر کی عکاسی کرتے ہیں اور اصل صورت حال کو اسی پس منظر میں رکھ کر سمجھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ جیسے امن پسند لوگوں کے کردار کو پیش کرنا جس سے ہم ان امن پسند لوگوں کی اصل صورت حال اور کام کرنے کے طریقہ کو طلباء کے سامنے رکھ کر طلباء کو متحرک کر سکیں۔ جس سے طلباء کے اندر اس شخص سے متاثر ہو کر اس شخص کی امن قائم کرنے کی کوششوں کو اب طلباء آگے بڑھا سکتے ہیں۔ اس طریقہ سے طلباء کے اندر رحم دلی، ہمدردی اور محبت کی اقداروں کے ساتھ ساتھ جذباتی عمل کو فروغ دینے کا عمل بھی پروان چڑھتا ہے۔

مسئلہ کو حل کرنے کا طریقہ (Problem Solving Method): اس طریقہ میں طلباء امن سے تعلق رکھتے ہوئے ایک مسئلہ پر مل جل کر آپسی تعاون کے ساتھ اس مسئلہ کا حل تلاش کرتے ہیں، جس میں مسئلہ کی وضاحت، مسئلہ میں شامل عناصر کی شناخت اور ان کا کرداری عمل، مسئلہ کو حل کرنے کے طریقہ کار جیسے مسئلہ کا نمونہ(Sample) مسئلہ کے مفروضات(Hypotheses) مسئلہ کے معطیات کو اکٹھا کرنے کی تراکیب، مختلف شماریات (Statistical Analysis) کا استعمال اور مسئلہ کے حل کرنے کی رپورٹ تیار کرنا شامل رہتا ہے۔ اس طریقہ سے طلباء کے اندر علم حاصل کرنے، تجزیہ کرنے، تصدیق کرنے، تحقیق کرنے، تنقید کرنے، تخلیق کرنے اور تعین قدر کرنے کی سمجھ پیدا ہوتی ہے۔

کہانی کا طریقہ(Story Telling Method): امن کی تعلیم کا درس فراہم کرنے کے لیے کبھی کبھی کہانی کے طریقہ کے ساتھ طلباء بہت ہی مثبت طریقہ سے سیکھتے ہیں چونکہ کہانی دل اور دماغ سے تعلق رکھتی ہے۔ کہانی میں ہم کسی معزز شخص کا کوئی قصہ بیان کرتے ہیں یا پھر اپنے ساتھ ہوئے کسی حادثہ یا دیگر یادداشت و تجربات کو کہانی کی شکل میں رکھ کر بیان کرتے ہیں جس سے طلباء مستفید اور متحرک ہوتے ہیں۔ اس طریقہ تدریس سے طلباء کے اندر اپنی بات واضح کرنے، تشریح کرنے، کسی حالات کو سمجھنے، منطقی سوچ قائم کرنے، تجربات حاصل کرنے کی صلاحیتوں کو فروغ دیا جاتا ہے۔

1.6.3.7 ہم نصابی سرگرمیاں(Co-curricular Activities):

امن کی تعلیم کا مقصد لوگوں کو پرامن طریقہ سے دوسروں کی ہمدردی کے ساتھ، آپسی تعاون کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے قابل بنانا ہے جس کے لیے ہم اسکولوں میں ہم نصابی سرگرمیوں کو منعقد کرتے ہیں اور امن کی تعلیم فراہم کرنے کے لیے اس کا استعمال کرتے ہیں جیسے اسکولوں میں قومی تقریبات منعقد کرنا، کھیل کود منعقد کرنا، سیمینار، نظمیں، غزلیں، مکالمہ نگاری، پروجیکٹ، ٹور، برین اسٹارمنگ، کیس اسٹڈی وغیرہ کو اسکولی طلباء کے ساتھ مل جل کر منانا۔

یہ تمام نقطہ نظر اور طریقہ تدریس امن کی تعلیم فراہم کرنے کے لیے، بہت اہم اور ضروری ہیں۔ جن سے طلباء و طالبات مختلف مہارتوں کو حاصل کرتے ہیں اور امن قائم کرنے کی اقداروں، مقاصد کو پہچان کر اپنے کردار و عادات اور روایات قائم کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کے لیے اشد ضروری ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. امن کی تعلیم میں مختلف طریقہ تدریس کی اہمیت پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

1.8 فرہنگ Glossary

اخلاقی فیصلہ سازی	رویئے

تمدن(Cultural)

ہمدردی(Compassionate)

اخلاقیات کے اصول(Code of Ehics)

بین ثقافتی(Intercultural)

تمدن کی ہم آہنگی (Cultural Harmony)

ایک پابند شہری (Responsible Citizen)

عدم تشدد (Non-Violence)

سیکولر (Secular)

جمہوری(Democratic)

اقداریں (Values/Ideals)

رویوں کی اہمیت (Importance of the Attitudes)

امن کی اقداریں(Peace Values)

عقائد (Beliefs)

امن کی اقداریں (Values of Peace)

دباؤ (Stress)

امن قائم کرنے میں حائل رکاوٹیں(Challenges to Peace)

تنازعات(Conflict)

جرائم(Crimes)

دہشت گردی(Terrorism)

تشدد(Violence)

جنگیں اور زندگی پر ان کے اثرات
(Wars and its Impact on quality of life)

اخلاقی فیصلہ سازی (Ethical Decision Making)

دستوری اقداریں (Constitutional Values)

طرز رسائیاں (Approaches)

1.9 یاد رکھنے کے اہم نکات Points to Remember/Summary

امن کی تعلیم کا تعارف: جدید دور میں امن کی تعلیم کو ایک فلسفہ اور ایک مہارت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے جس میں انفرادی طلباء کے اندر زندگی برائے امن اور خوشنودی کے ساتھ مل جل کر آپسی رشتوں اور مختلف زاویوں کے ساتھ ساتھ ہمہ جہت سماجی رابطوں کو قائم کرنا اور زندگی کی دشواریوں سے مل کر لڑنا ہی امن کی تعلیم کا مفہوم تسلیم کیا جاتا ہے۔ تعلیم برائے امن کا مقصد طلباء کے اندر مختلف نجی مہارتوں جس میں ترسیلی مہارتیں، تفہیم کی مہارتیں، اپنے آس پاس کے ماحول کی عکاسی کی مہارت،، اقداروں کی مہارت، اپنے مسائل کو خود حل کرنے کی مہارت، آپسی تعاون قائم کرنے کی مہارت، کشیدگی اور تنازعات دور کرنے کی مہارت قائم کرنے کے ساتھ ہی ساتھ طلباء کو اس قابل بھی بنانا ہے کہ وہ اپنی معلومات وعلم کو فروغ دے سکیں۔

امن کی تعلیم کی فطرت: امن کی تعلیم معاشرے میں امن قائم کرنے کا صرف واحد راستہ ہے۔ امن کی تعلیم میں عام طور پر چار چیزوں کو شامل کرنا ضروری ہے جس سے امن قائم کرنے کی مہارتوں کو طلباء کے اندر فروغ دیا جا سکے۔ پہلا علم، دوسرا روایات، مہارتیں اور اخلاقیات۔

عدم تشدد کا تصور: عدم تشدد ایک انفرادی شخص کی اندرونی طاقت ہے جو کہ پر امن طریقہ سے اپنی ذات اور تمام عوام کو نقصان پہنچنے یا پہنچانے سے حفاظت فراہم کرتی ہے۔ مہاتما گاندھی نے عدم تشدد کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ عدم تشدد کو ہم سماج اور سیاست میں پر امن طریقہ سے بدلاؤ لانے کے لیے استعمال کرتے ہیں، جہاں زور زبردستی نہیں ہوتی۔

عدم تشدد کی روشنی میں سیکولر و جمہوری اقداریں: ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں بہت سے عقائد اور مذاہب کے لوگ رہتے ہیں جن سے مل کر ہی ایک معاشرے یا ملک کا تصور قائم ہوتا ہے۔ سن 1950ء میں نافذ ہوئے ہندوستانی دستور کے مطابق ملک کے تمام باشندوں کو برابر کے حقوق فراہم کیے گیے جو کہ صرف ایک سیکولر اور جمہوری ملک میں ہی ممکن ہوسکتا ہے اور جہاں مختلف مذاہب وعقائد کے لوگ رہتے ہوں وہاں صرف ایک سیکولر اور جمہوری نظام ہی امن قائم رکھ سکتا ہے۔

ہندوستانی آئین میں امن کی اقدار یں: ہندوستانی دستور ایک سماجوادی، سیکولر اور جمہوری دستور ہے جو کہ ایک قانون ساز مجلس کے نظام پر مبنی ہے جو کہ چھبیس جنوری سن 1950ء کو نافذ ہوا۔ جس کا مقصد ہندوستانی عوام کو ان کے حقوق حاصل کروانا، ان کی حفاظت کرنا اور ملک میں امن وامان قائم رکھنا ہے۔ ہندوستانی دستور میں تمام سیاسی وسماجی مسائل اور ان کے نظام کو پوری طرح واضح کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ عوام کی ذمہ داریوں اور حقوق کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

امن کی تعلیم میں روایات، یقین اور اقداروں کی اہمیت: امن کو سمجھنے کے لیے ہمیں امن کی اقداروں، یقین اور روایات کو سمجھنا اور پرکھنا ہوگا کہ آخر ہم کس طرح امن کی اقداروں کی وضاحت کرتے ہیں اور کس طرح ہم امن کی بات کو منظر عام پر رکھ کر ان کو اپنے روایات میں شامل کرتے ہیں اور اپنے کردار و عادات ان اقداروں، یقین اور روایات پر مبنی کرتے ہیں۔

امن قائم کرنے میں حائل رکاوٹیں: امن قائم کرنے مین بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں، کشیدگی، دہشت گردی، جرائم، جنگیں اور ناانصافی وغیرہ شامل ہیں۔

دہشت گردی، جرم، تشدد اور جنگ کے زندگی پر اثرات: زندگی کے معیار پر اثر انداز ہونے والے کئی عناصر ہیں جن میں کشیدگی، تشدد، جرم اور جنگیں بھی شامل رہتی ہیں جس سے ہماری زندگی درہم برہم ہوجاتی ہے۔ جب ہم ان مشکلات میں مبتلاء ہوتے ہیں تو ہماری زندگی کے تمام شعبہ جات بھی متاثر ہوتے ہیں۔

امن کی تعلیم فراہم کرنے کے طریقہ اور طراز: جے کرشنا مورتی (J.krishnamurty) نے بھی امن کی تعلیم کو اسکولی نصاب میں شامل کرنے کی سفارشات پیش کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم اپنے تعلیمی نصاب میں زندگی کے عوامل اور مختلف عناصر کو شامل نہیں کریں گے تب تک ہماری ذاتی اور سماجی مشکلات اور بڑھتی ہی چلی جائیں گی۔ تعلیم کا مطلب صرف عالم وفاضل اور نوکری تلاش کرنے والے ہی نہیں پیدا کرنا ہے بلکہ ایسے مرد اور خواتین کو بھی منظر عام پر لانا ہے جو کہ خوف ودہشت سے پاک ہوں اور امن قائم کرسکتے ہوں۔

امن کی تعلیم فراہم کرنے کے مختلف طریقہ تدریس: بحث ومباحثہ کا طریقہ، پیئر ٹیچنگ (Peer Teaching)، مشاہدہ کرنے اور تصور قائم کرنے کی مشق کا طریقہ، رول پلے، ہم نصابی سرگرمیوں وغیرہ کے طریقہ تدریس سے ہم امن کی تدریس قائم کرسکتے ہیں۔

1.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں Unit End Activities

1. معاشرے میں امن کی ضرورت کی وضاحت کیجیے؟
2. ہمدردی، آپسی محبت اور اخلاقی فیصلہ سازی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
3. ایک پابند شہری کے حقوق اور ذمہ داریوں کو واضح کیجیے؟
4. تشدد اور عدم تشدد کی مثالیں پیش کیجیے؟
5. قانون کی روشنی میں امن کی اقداروں کو پیش کیجیے؟
6. امن قائم کرنے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو واضح کریں؟
7. کشیدگی، تنازعات اور دہشت گردی کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے واضح کیجیے؟
8. امن کی تعلیم فراہم کرنے کے تدریسی طریقہ کے بارے میں بحث کریں؟
9. عدم تشدد کی روشنی میں امن کی اقداروں کی وضاحت کریں؟
10. کشیدگی کے مختلف زاویات کو واضح کریں؟

Suggested Readings سفارش کردہ کتابیں 1.11

1. C.Kiruba & S.Arul.V (2012), Peace and Value Education Neelkamal Publication Pvt. Ltd. Hyderabad.
2. A.S.Arulsamy (2013), Peace and value Education Neelkamal Publication PVT. LTD. Hyderabad.
3. Aggrawal, J.C. (2005), Education for Values, Environment and Human Rights, Shipra Publications, Delhi.
4. Bagchi, J.P. and Teckchandani, V. (2005), Values Education, University Book House (P) Ltd., Jaipur.
5. Balasooriya, A. S. (2001), Learning the Way of Peace: A Teachers' Guide to Peace Education, UNESCO, New Delhi.
6. Aggrawal, J.C. (2005), Education for Values, Environment and Human Rights, Shipra Publications, Delhi.
7. Bagchi, J.P. and Teckchandani, V. (2005), Values Education, University Book House (P) Ltd., Jaipur.
8. Balasooriya, A. S. (2001), Learning the Way of Peace: A Teachers' Guide to Peace Education, UNESCO, New Delhi.
9. Bose, A. (1981), Dimensions of Peace and Non Violence, Gian Publishing House, New Delhi.
10. Delors, J. (1996), Learning the Treasure Within, UNESCO Publishing, Paris, France.
11. Fountain, S. (1999), Peace Education in UNICEF, New York: Working Paper, Education Section, Programme Division, UNICEF.
12. Gandhi, M.K. (1999), Character and Nation Building, Navjeevan publishing House, Ahmedabad.
13. Ministry of Human Resource Development (1993), Learning Without Burden: A Report of the Advisory Committee, (MHRD), Department of Education, New Delhi.
14. NCERT (2006), Education for Peace, Position Paper of National Focus Group, NCERT, New Delhi.
15. http://www.ncert.nic.in/departments/nie/depfe/publications/WaystoPeace.pdf Accessed on 02.12.17
16. http://epathshala.nic.in/wp-content/doc/NCF/Pdf/education_for_peace.pdf retrieved on 12.12.17
17. https://archive.org/details/PeaceEducation-English-Ncert, retrieved on 22.12.2017.

اکائی 2: تصادم کی تفہیم اور حصول امن میں رکاوٹیں

Understanding Conflict and Hindrances Towards Achieving Peace

ساخت (Structure)

2.1 تمہید (Introduction)

2.2 مقاصد (Objectives)

2.3 تصادم کی نوعیت: ضروریات، تمناؤں، خواہشات سے عدمِ مطابقت اور نتیجتاً معاشرے کی مختلف سطحوں پر تصادم: داخل شخص، بین شخص، تنظیمی، بین صوبائی اور بین الاقوامی

Nature of Conflict: Incompatibility of Needs, Aspirations, Desires, Conflict in Different level in Society, Intrapersonal, Interpersonal, Organizational and Inter state)

2.4 تصادم کو برقرار رکھنے میں سماجی حالات اور عوامل کے کردار کی تفہیم: محدود وسائل، غربت، سیاسی، معاشی، سماجی وثقافتی اور ماحولیاتی حالات، ماحولیاتی وسائل جیسے پانی، جنگلات، توانائی وغیرہ

(Understanding the role of Social conditions and processes that sustain conflict: Limited Resources, Poverty, Political, Economic, Socio Cultural, and Ecological Conditions, Environmental Resources Viz. Water, Forest, Energy, etc.

2.5 ثالثی اور تصادم تبدیلی کے لیے صلاحیتوں کا فروغ تصادم کے حل کے لیے مہارتیں اور حکمت عملیاں، متصادم فریقین کی باتوں کو سننا، خودشناسی، ثقافتی استحکام اور ترسیلی مہارتوں کا شعور، تصادم کے تناظر کا شعور, ثالثی کا عزم متصادم پر قابو پانے کے اختراعی حل اور متبادل حکمت عملیوں کی تلاش

(Developing Capabilities for Mediation and Conflict Transformation: Skills and Strategies needed for Conflict Resolutions, Listening to guess the Conflicting Parties, Awareness of own Identity, Cultural Underpinning and Communication Skills, Awareness of Context of the Conflict,Commitment to mediate, Lokking for alternative Strategies and Creative solutions)

2.6 حصولِ امن میں رکاوٹیں: ذہنی تناؤ، امتحان، ناکامی اور عوام سے خطاب کا خوف، تشویش، ساتھیوں اور سماجی گروہوں کا دباؤ، ثقافتی حاشیہ جاتی، ذات، جنس، سماجی معاشی گروہ، ذرائع ابلاغ، سوشل میڈیا یا ٹکنالوجی سے متعلق مدعے

(Hindrances towards Achieving Peace: Fears of Exams, Failure, Public Speaking, Anxiety, pressure, Peers,Social Groups, Cultural, Marginalization-Cast, Gender, Socio Economic Group, Media Social Media, Technology Issues)

2.7 علم کا حصول اور اس کا غلط استعمال: تجربہ گاہ کے ساز و سامان اور کیمیاء وغیرہ کے غلط استعمال اور اس کی وجہ سے خود کو اور سماج کو ہونے والے نقصانات (کیس اسٹڈی کے حوالے سے)۔
(Acquisition of Academic Knowledge and its Misuse. Misuse of Laboratory equipments, Chemicals etc. causing harm to self and the Society (With Case Studies)

2.8 فرہنگ (Glossary)

2.9 یادرکھنے کے اہم نکات (Points to Remember)

2.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں(Unit End Exercises)

2.11 سفارش کردہ کتابیں (Suggested books)

2.1 تمہید

امن اور تصادم دو متضاد اصطلاح ہیں۔ موجودہ دور میں تصادم(Conflict) ہر سطح پر اور تمام شعبوں میں عام ہو چکا ہے اور امن قائم کرنے میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔ تصادم کے سبب تعلیم کے مواقع ختم ہو جاتے ہیں اور یہ صرف ایک فرد کے لیے ہی خسارا نہیں ہوتا بلکہ سماج اور ملک کے لیے بھی خسارا ہوتا ہے۔ جس کی تلافی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتی ہے۔ تعلیم مسئلہ اور اس کے حل دونوں کا جز و ہو سکتی ہے۔ یعنی تعلیم کے ذریعے تصادم ختم کر کے امن وامان قائم کیا جا سکتا ہے اور اس کار خیر میں معلم اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس کے لیے معلم کو تصادم کی نوعیت، معاشرے کی مختلف سطحوں پر پیدا ہونے والے متصادم، تصادم پیدا کرنے والے عوامل، تصادم ختم کرنے کے لیے ضروری صلاحیتیں، مہارتیں اور حکمت عملی، حصولِ امن میں پیش آنے والی رکاوٹوں کی معلومات، تفہیم اور اطلاق کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس اکائی میں مذکورہ بالا تمام نکات کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ساتھ ہی تعلیمی اداروں کے ساز و سامان اور علم کے غلط استعمال سے ہونے والے نقصانات کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

2.2 مقاصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ تصادم کی نوعیت کو واضح کر سکیں گے۔
☆ معاشرے کی مختلف سطحوں پر پیدا ہونے والے تصادم تحریر کر سکیں گے۔
☆ تصادم کو برقرار رکھنے میں سماجی حالات اور عوامل کے کردار کی تشریح کر سکیں گے۔
☆ ثالثی اور تصادم تبدیلی کے لیے درکار صلاحیتوں اور مہارتوں کی وضاحت کر سکیں گے۔
☆ حصولِ امن میں پیش آنے والی رکاوٹوں کی فہرست سازی کر سکیں گے۔
☆ ادارے کے سا؟ز و سامان اور علم کے غلط استعمال سے ہونے والے نقصانات مع مثال بیان کر سکیں گے۔

2.3 تصادم کی تفہیم اور حصول امن میں رکاوٹیں
"Understanding Conflict and Hindrances Towards Achieving Peace"

2.3.1 تصادم کی نوعیت(Concept of Conflict) :

تصادم (تنازعہ) لفظ انگریزی زبان کے (Conflict) کا متبادل ہے۔ جو لاطینی زبان کے لفظ (Conflictus) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب

ہے ٹکراؤ کی حالت۔ یہ روزمرہ کی زندگی کا یک سماجی مظہر ہے، یہ انسانی سماجی نظام کا عام وفطری وصف ہے۔ انسانوں کی طرح سماج بھی مکمل نہیں۔ تصادم سے مراد کسی ایک گروہ کے ایک یا ایک سے زیادہ افراد کے عقائد یا اعمال سے پیدا ہونے والی نااتفاقی سے ہے جس کی دوسرے گروہ کے ایک یا ایک سے زیادہ افراد کے ذریعے مزاحمت یا تردید کی جاتی ہے۔ یہ ایک قسم کا عدم اتفاق ہے جس کی وجہ سے تصادم میں شامل ہونے والے فریق اپنی ضروریات، مفاد یا غرض کی جانب خطرہ محسوس کرتے ہیں اور اس پر ردعمل کرتے ہیں۔

راکھم (Rakhim) کے مطابق تصادم سماجی ہستی کے اندر یا درمیان بے آہنگی، عدم اتفاق یا ناہمواری ظاہر کرنے والا ایک تعاملی عمل ہے۔

تصادم کی نوعیت درج ذیل ہوتی ہے:

- ☆ یہ ایک عمل ہے جس کے کچھ نہ کچھ اسباب ونتائج لازمی طور پر ہوتے ہیں۔
- ☆ یہ انسان کے سماجی تعامل میں ہونے والا فطری عمل ہے۔
- ☆ یہ ماضی کے تعاملات سے پیدا ہوتا ہے۔
- ☆ یہ مفید یا مضر ہوسکتا ہے۔
- ☆ یہ ایک قسم کی ذہنی حالت ہے۔
- ☆ یہ دوطبقوں کے درمیان تضاد کی شکل ہے۔
- ☆ یہ دوفریق کے درمیان اختلاف کی صورت ہے۔
- ☆ اس میں دوفریق شامل ہوتے ہیں۔
- ☆ اس میں دوفریق کے درمیان خطرہ محسوس کیا جاتا ہے۔
- ☆ اس میں فریقین کی ضروریات، مفادات اوراغراض شامل رہتے ہیں۔
- ☆ اس میں عقائد کا دفاع بذریعہ عمل کیا جاتا ہے۔
- ☆ یہ سماجی اختلافات حل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔
- ☆ یہ ضروریات، تمناؤں اورخواہشات سے عدم آہنگی کے سبب پیدا ہوتا ہے۔
- ☆ یہ معاشرے کی مختلف سطحوں جیسے داخل شخص، بین شخص، تنظیمی، صوبائی، قومی یا بین الاقوامی سطح پر دیکھا جاسکتا ہے۔

2.3.2 معاشرے کی مختلف سطحوں پر پیدا ہونے والا تصادم:

معاشرے کی مختلف سطحوں پر تصادم بھی مختلف الاقسام ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے:

داخلی شخص (Intrapersonal): جب فرد کے اندر ذہنی کش مکش یا خیالات میں ٹکراؤ ہو تو اسے داخل شخصی تصادم کہتے ہیں۔ یہ ایک نفسیاتی کیفیت ہے، جس میں فرد کے عقائد، اقدار، جذبات، اصول وغیرہ شامل رہتے ہیں۔

بین شخصی (Interpersonal): جب کوئی فرد یا گروہ دوسرے فرد یا گروہ کے برعکس حصولِ ہدف میں مداخلت کرتا ہے تو اسے بین شخصی تصادم کہتے ہیں۔ اس میں دوفریق کے درمیان خیالات، عمل، عقائد، اقدار، جذبات اور اصولوں میں ٹکراؤ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی یہ شدید شکل اختیار کر لیتا ہے۔

تنظیمی (Organizational): یہ ملازمین کی حقیقی یا مجازی مخالف اقدار، ضروریات اور مفادات کی وجہ سے پیدا ہونے والی نااتفاقی کی حالت

ہے۔مختلف تنظیموں میں یہ مختلف قسم کا پایا جاتا ہے۔کہیں افسر اور ملازمین کے درمیان تو کہیں ملازمین ہی کے درمیان کام کے بٹوارے،مقدار،اوقات،تنخواہ وغیرہ کو لے کر تصادم دیکھنے کو ملتا ہے۔

قومی یا صوبائی (National/Interstate): جب دو یا دو سے زیادہ ریاستوں کے درمیان زمین، پانی یا دیگر وسائل کو لے کر تنازعہ ہو تو اسے قومی یا صوبائی تصادم کہتے ہیں۔اس میں ملک کی تقسیم کا خدشہ رہتا ہے۔اس سے ملک میں افراتفری،بدعنوانی،تشدد کا ماحول پیدا ہونے کا خدشہ بھی رہتا ہے۔

بین الاقوامی (International): جب دو ممالک کے درمیان کسی مدعے پر نا اتفاقی ہو تو اسے بین الاقوامی تصادم کہتے ہیں۔اس میں جنگ کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں اور ممالک اپنی تمام طاقتیں صرف کر دیتے ہیں۔یہ انسانیت کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. تصادم کے تصور پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟۔

2.4 تصادم کو بنائے رکھنے میں سماجی حالات وعوامل کا کردار

"Role of Social Conditions and Process that Sustain Conflict"

سماج میں تصادم کی کیفیت تب پیدا ہوتی ہے جب دو یا دو سے زیادہ افراد یا گروہ سماجی تعامل میں ایک دوسرے کی مخالفت کریں۔تاریخ گواہ ہے کہ تصادم کی شروعات ملک،علاقہ وزمین کے مدعے کو لے کر ہوتی ہے۔لیکن اس کے علاوہ بھی تصادم کے واقع ہونے اور اس کو برقرار رکھنے میں مختلف عوامل شامل ہوتے ہیں،مثلاً محدود وسائل،غربت،سیاسی ومعاشی حالات،سماجی وثقافتی حالات،ماحولیاتی حالات،ماحولیاتی وسائل،وغیرہ۔آگے کے نکات میں انہیں کا ذکر کیا گیا ہے۔

2.4.1 محدود وسائل (Limited Resources)

کارل مارکس نے سماج میں تصادم کی سب سے بڑی وجہ محدود وسائل کو مانا ہے۔یہ وسائل عام طور پر قدرتی وسائل ہوتے ہیں۔قدرتی وسائل در اصل معاش،دولت اور تشخص کا ذریعہ ہوتے ہیں اور سماج کے زیادہ تر لوگوں کی روزی روٹی انہیں پر منحصر ہوتی ہے۔سماج کے طاقت ور لوگ ان وسائل پر قابض ہو کر ان کو اپنے طریقہ سے ان کا استحصال کرتے ہیں۔کمزور،پسماندہ اور غریب لوگ ان وسائل کا استعمال امیر اور طاقت ور لوگوں کی ایما پر ہی کر پاتے ہیں۔مثال کے طور پر آپ دیکھو کہ پانی،زمین،پیٹرول،گیس،معدنیات وغیرہ پر طاقت ور ممالک یا لوگ قابض ہیں اور ان کو اپنے طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔افریقی اور ایشیائی ممالک کے غریب لوگوں کو پانی کے لیے کئی میل پیدل چلنا پڑتا ہے۔جبکہ ترقی یافتہ ممالک کے لوگ پانی اور دوسرے وسائل کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں اور انہیں کی وجہ سے تصادم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔یہ تصادم ممالک،گروہ اور لوگوں میں سے کسی میں بھی ہو سکتا ہے۔آج اگر ہم جرائم کا گراف دیکھیں تو ان جرائم کی بڑی وجہ محدود وسائل ہوتے ہیں۔خواہ یہ جرائم انفرادی ہوں یا اجتماعی۔

2.4.2 غربت (Poverty)

یہ تحقیق شدہ حقائق ہیں کہ دنیا کی 70/فیصد لوگ صرف دنیا کی 3/فیصد دولت ہی رکھتے ہیں اور 86/فیصد دولت پر تقریباً 7/فیصد لوگ ہی قابض ہیں۔70/ فیصد سے زیادہ امیر لوگ یوروپ اور شمالی امریکہ میں مقیم ہیں۔یہ امراء دنیا کے وسائل اور دولت پر نہ صرف قابض ہیں بلکہ اس دولت کے ذریعہ غریبوں کے استحصال کا بھی کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔اسی کی وجہ سے امیر اور غریب کے درمیان تصادم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔دنیا کی مختلف انقلابات کی بات کریں تو اس کی بڑی وجہ غریب کا بڑھنا اور امیروں کا غریبوں کے استحصال میں شدت کا ہونا تھا۔خواہ وہ روس کا انقلاب ہو،فرانس کا ہو یا ہندوستان میں کسانوں کا انقلاب۔یہ تصادم غربت اور امیر وغریب کے درمیان کے فرق بڑھنے سے ہوا ہے۔

2.4.3 سیاسی حالات(Political Condition)

آج دس میں سے آٹھ ممالک کسی نہ کسی طرح کے تشدد وتصادم کا شکار ہیں اوران کی بڑی وجہ وہاں کے سیاسی حالات ہیں۔تقریباً ہر ملک میں دہشت گردی،انتشار کی کیفیت کی وجہ اس ملک کی یا بین الاقوامی سیاست میں پنہاں ہے۔جب سیاسی پارٹیاں کسی ایک طبقہ، مذہب، ذات ونسل کی ہی نمائندگی کرتی ہیں تو دوسرے طبقہ، ذات ونسل اور مذہب کے لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔کیونکہ حکومت وطاقت میں موجود لوگ اپنی ذاتی اقدار، رسومات، مذہبی طریقہ کار کو ملک کی رسومات یا قوم پرستی کا نام دے کر باقی عوام کو کرنے کے لیے مجبور کرتے ہیں۔اسی کیفیت میں تصادم پیدا ہو جاتا ہے۔آج دنیا کے کافی ممالک دائیں بازو کی پارٹیوں کے سربراہوں کے زیر حکومت ہیں۔جس کی وجہ سے دوسرے اقوام وذات کے لوگ خود کو نفسیاتی، سماجی اور ثقافتی طور پر غیر محفوظ تصور کرتے ہیں اور یہی احساس تصادم کو جنم دیتا ہے۔

2.4.4 معاشی حالات (Economic Condition)

معاشی حالات سے مراد کسی بھی ملک یا خطہ کی معیشت یا اقتصادی حالت سے ہے۔کسی بھی ملک، خطہ کے مالی حالات اس کے روزگار اور بے روزگاری کی شرح، اسٹاک مارکیٹ، ضروری اشیاء کی قیمتیں، GDP وغیرہ ایسے اندازِ قیاس ہیں جو کہ ملک کے اقتصادی حالات کو متعین کرتے ہیں۔جب کسی ملک کے اقتصادی حالات دگرگوں ہوتے ہیں تو ضروری اشیاء کی فراہمی ممکن نہیں ہوتی ہے۔بے روزگاری کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ایسے حالات میں دولت و اشیاء کی ذخیرہ اندوزی بھی بڑھ جاتی ہے۔جس کے نتیجہ میں استحصال کے مواقع اور واقعات رونما ہونے لگتے ہیں۔نتیجتاً تصادم کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔دراصل تصادم کی اصل وجہ عدم مساوات ہے اور وہ عدم مساوات کسی بھی زمرے میں ایک ٹکراؤ کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے کہ 86/ فیصد دولت دنیا کے جن ہاتھوں میں محدود ہے، وہ اس دولت کے ذریعہ دولت کو اور بڑھا رہے ہیں۔اور یہی دولت مند افراد پوری دنیا کی معاشیات، سیاسیات اور اقتصادیات کو متعین کرتے ہیں۔دو ملکوں میں اگر جنگ کے حالات پیدا ہوں گے تبھی اسلحہ فروخت ہوں گے۔تو اسلحہ کی فروخت پیدا کرنے کے لیے جنگ ہونا یا جنگ سی کیفیت ہونا ضروری ہے۔جنگ کا ایک ملک کے معاشی حالات پر منفی اثر مزین ہوتے ہیں۔لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری نہیں ہوتی ہے اور

2.4.5 سماجی وثقافتی حالات (Socio cultural Condition)

سماجی وثقافتی حالات کی اصطلاح سماجی اور ثقافتی عوامل کی نشاندہی کرتی ہے جو کہ لوگوں کے رویہ جات، عقائد، طرز عمل، کردار اور زندگی جینے کے طریقوں کو متاثر کرتی ہے۔ہندوستان سماجی اور معاشی طور پر مختلف طبقوں پر مشتمل ہے۔سماج میں مذاہب پر مبنی طبقات وگروہ، ذات ونسل پر مبنی طبقات وگروہ اور مختلف ثقافت کے پیروکار موجود ہیں۔'ہم چہ شما دیگر نیست' کی نفسیات نے انہیں طبقوں میں اونچ نیچ کا شعور قوی کر دیا ہے۔آج ذات، نسل اور مذہب کو لے کر تصادم عام ہو گیے ہیں اور اس تصادم کی جڑیں تفریق ہیں۔میری ذات دوسرے سے بہتر ہے۔میری نسل سب سے اعلیٰ ہے۔حالانکہ ہندوستان کی آئین کے مقدمہ میں مساوات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔کیونکہ ہندوستانی سماج میں ذات پر مبنی تفریق بہت عام ہے اور آزادی کے بعد اس کو لے کر تصادم بھی بڑھا ہے۔ایک وقت وہ تھا جب کچھ پسماندہ ذات اور طبقات کی پرچھائی بھی اونچی ذات پر نہیں پڑ سکتی تھی۔آزادی کے بعد بھی کچھ لوگ اس بات کو ذہن نشیں نہیں کر پا رہے ہیں کہ وہ جمہوری ملک میں رہ رہے ہیں اور جمہوری ملک میں سب کو یکساں حقوق حاصل ہیں۔جب اس تصور کا اظہار طرز عمل اور کردار میں ہوتا ہے تو تصادم کی کیفیت نمایاں ہوتی ہیں۔ہر انسان کی اپنی ایک ثقافت ہوتی ہے اور وہ ثقافت اس کو ماں کی طرح عزیز ہوتی ہے۔ثقافت نسلوں سے منتقل ہوتی ہے۔اس ثقافت کے لحاظ سے رسم ورواج، عقائد اور طرز عمل کے طریقہ کار ہوتے ہیں۔جس کے پیچھے ان کا اپنا فلسفہ ہوتا ہے۔مثال کے طور پر مدھیہ پردیش کے قبائلی لوگ سانپ کی پوجا کرتے ہیں اور سانپ کو مارنا ان کے لیے گناہ عظیم ہے۔مگر کچھ لوگوں کے لیے سانپ صرف ایک موذی جانور ہے۔جس کو مارنا اس کے نقصانات سے بچنا ہے۔جب یہ دو ثقافتوں کے لوگ کبھی آمنے سامنے آ جاتے ہیں تو بھی تصادم واقع ہوتا ہے۔

2.4.6 ماحولیاتی حالات (Ecological Condition)

ماحولیاتی حالات سے مراد ماحولی نظام کی حالت سے ہے جس میں طبعی، کیمیائی، حیاتیاتی خصوصیات اوران کے درمیان ہونے والا تعامل شامل ہے۔ Ecology یا ماحولیات میں تمام قدرتی وسائل، زمین اور معدنیات وغیرہ آتے ہیں۔ یہ قدرتی وسائل یعنی قدرت کا انسان کو عطیہ ہے۔ جب اس پر کوئی انسان جابرانہ طور پر قابض ہوجاتا ہے اوراپنے فائدے کے لیے اس کا بے دریغ استعمال کرتا ہے تو کہیں نہ کہیں ماحول پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں کئی ندیاں غائب ہوچکی ہیں اور کئی غائب ہونے کی حالت میں ہے۔اس کے علاوہ پہاڑوں کے جنگلوں کی اندھادھند کٹائی ماحول کے توازن کو بگاڑ رہی ہے۔اوراس سے نہ صرف ماحول بلکہ انسان بھی متاثر ہورہے ہیں۔مدھیہ پردیش میں سردار سروور پروجیکٹ، بنگال میں کسانوں کی زمینوں کو سرکار کے ذریعہ لیا جانا ایک سرکار اور لوگوں کے درمیان تصادم کی وجہ بنا۔اس کے علاوہ بے دریغ جنگلوں کی کٹائی سے جنگل میں رہنے والے قبائلی لوگ مزاحمت کرتے ہیں جو کہ آگے چل کر تصادم کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔

2.4.7 ماحولیاتی وسائل (Environmental Resources)

ماحولیاتی یا قدرتی وسائل کو لے کر تصادم کی کیفیت تب پیدا ہوتی ہے جب اس کے استعمال، نظم، قبضہ اور تحفظ کو لے کر لوگوں کے درمیان اتفاق رائے نہیں بن پاتی ہے۔قدرتی وسائل قدرت کا انسان کو ایک تحفہ ہے جس کو وہ اپنی زندگی کی بقاء کے لیے مناسب طور پر استعمال کرتا ہے۔لیکن اگر انسان ماحولیاتی وسائل پر کوئی غاصبانہ قبضہ کرلے اور پھر اپنے فائدے کے لیے اس کا بے رحمانہ انداز میں استعمال کرے تو ایسی صورت میں اتر افراد وگروہ آمنے سامنے آجاتے ہیں اور تصادم ہوجاتا ہے۔

پچھلے 60 / برسوں میں تقریباً چالیس فیصد جارحانہ جنگی کی وجہ قدرتی وسائل کا بہیمانہ استعمال تھا۔1990 / کے بعد کم از کم 18 / فیصد پر تشدد تصادم کی وجہ وسائل بھی تھا۔عراق کی جنگ کے دوران تیل کے کنووں کو آگ لگا کر عراق کو کمزور کرنا بھی اسی کا ایک حصہ تھا۔کاویری کے پانی کو لے کر صوبوں میں تصادم کا واقعہ پرانا نہیں ہے۔ ہریانہ کا دہلی کو بجلی کی سپلائی بند کردینا۔گنگا کے پانی پر تصادم اور نیپال کا پانی چھوڑنا جس سے بہار میں سیلاب کی کیفیت پیدا ہونا اور دونوں ملکوں کے تعلقات کا اثر انداز ہونا کچھ ایسے واقعات ہیں جو قدرتی وسائل پر قابض ہونے اور اس پر چند لوگوں کے حقوق سے تصادم کی نوعیت کو بتاتے ہیں۔ ہندوستان کو بار بار باہری حملوں کے شکار ہونے کی وجہ اس میں موجود قدرتی وسائل تھے۔افریقی ممالک کے قدرتی وسائل کی وجہ سے اس کو برس ہا برس کسی غیر ملک کا غلام رہنا پڑا۔سب ملک اور ملک کے باشندوں کی اقتصادی، معاشی اور نفسیاتی صحت متاثر ہوئی اور جنگ کے حالات پیدا ہوے۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. تصادم پیدا ہونے کی وجوہات پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

2.5 ثالثی اور تصادم تبدیلی کے لیے درکار صلاحیتوں کا فروغ

"Developing Capabilities for Mediations and Conflict Transformation"

تصادم کسی بھی سماج کا ناگزیر جزو ہوتا ہے۔جس کے خطرناک اور شدید نتائج بھی سامنے آتے ہیں۔اس لیے اس کا حل کرنا اور بھی ضروری ہوجاتا ہے۔نکولسن کا کہنا ہے کہ جب فریقین کی خواہشات اور اعمال کے درمیان نااتفاقی ختم ہو جاتی ہے تو تصادم بھی ختم ہو جاتا ہے۔اس کارِخیر کے لیے مختلف مہارتوں وحکمت عملیوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔مثلاً فریقین کی باتوں و دلائل کو بغور وتوجہ سے سننا، خودشناسی، ثقافتی استحکام اور ترسیلی مہارتوں کا شعور، تصادم کے تناظر کی تفہیم، ثالثی کا عزم، اختراعی حل اور متبادل حکمت عملیوں کی تلاش وغیرہ۔

تصادم ثالثی: یہ تصادم حل کرنے کا طریقہ ہے۔جس میں تنازعہ کی ثالثی وہ شخص کرتا ہے جو موجودہ تنازعہ میں شامل نہ ہو۔وہ تصادم میں مداخلت

کر کے دو گروہوں کے افراد کے درمیان پیدا ہوئے تصادم کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ذاتی مفاد سے پاک رہنما ہوتا ہے۔ جو نا اتفاقی کا حل پیدا کرنے کے عمل کے ذریعے فریقین کی رہنمائی کرتا ہے۔

ثالثی کی تین اقسام ہوتی ہیں:

تفتیشی: اس میں ثالث دونوں فریق سے سلسلے وار سوالات پوچھتا ہے۔ دونوں کے جوابات کی روشنی میں وہ اپنا فیصلہ حکم نامے کی شکل میں سنا دیتا ہے۔

مباحثہ: اس میں فریقین اور ثالث کے درمیان مسائل اور اس کے حل پر آزادانہ بحث ہوتی ہے۔ اس میں ثالث اپنا فیصلہ عائد نہیں کرتا بلکہ دونوں فریق کی رضامندی سے درمیانی راستہ نکالتا ہے۔

منصفی: اس میں فریقین ثالث کو دلائل کے ساتھ اپنی بات سمجھاتے ہیں اور ثالث دلائل کی روشنی میں مسئلہ کا حل پیش کرتا ہے۔ یہ طریقہ نسبتاً کم شدت والے تصادم کے لیے موزوں مانا جاتا ہے۔

تصادم تبدیلی: تصادم تبدیلی سے مراد ان محرکات، حالات، تعلقات کی تبدیلی سے ہے جو تشدد کا فروغ کرتے ہیں۔ ادارہ برائے تصادم تبدیلی اور قیامِ امن (Institute for Conflict Transformation & Peace Building) مطابق۔ ''تصادم کے حل کے برعکس، تصادم میں تبدیلی تصادم کی حالت میں اختلافات حل کرنے کی کوشش نہیں کرتی بلکہ اس کا مقصد ناانصافی سے مقابلہ کرکے اور انسانی تعلقات بحال کرکے ساختیاتی اور سماجی بنیادی وجوہات کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور اخلاقی واقدار پر مبنی پہلوؤں پر بھی بحث کرتی ہیں۔ تصادم تبدیلی صرف ایک رسائی یا آلہ ہی نہیں ہے بلکہ بنیادی طور پر ایک ذہنیت ہے۔ تصادم تبدیلی ہماری 3 سی (3C) کی رسائی کے مطابق جامع (Comprehensive) رحم دل (Compassionate) اور تخلیقی (Creative) ہونا چاہیے۔''

تصادم کے حل کے لیے درکار مہارتیں اور حکمتِ عملی: تصادم حل کرنے کے لیے ثالث میں درج ذیل مہارتیں ہونا چاہیے۔

☆ تصادم کے فریقین کی باتوں کو سننا: تصادم کے حل کے لیے ضروری ہے کہ فریقین کی باتوں کو بغور، فعال اور متوجہ ہو کر سنا جائے۔ یہ مہارت مسئلہ کی تفہیم اور اس کی بنیاد تک پہنچنے میں مدد کرتی ہے۔

☆ جذبات اور ذہنی تناؤ کو منتظم کرنا: ثالث کے لیے یہ ضروری ہے کہ فریقین کی باتوں کو سنتے وقت اپنے جذبات و ذہنی کیفیت پر قابو رکھے۔ اس سے اسے غیر جانب دار بننے میں مدد حاصل ہوگی۔

☆ لوگوں کی تفہیم: ثالث کو چاہیے کہ وہ انسانی نفسیات کو سمجھے اور اس کا اطلاق تصادم حل کرنے میں کرے۔ انسانی نفسیات کو سمجھنے سے مسئلے کی تفہیم میں مدد ملے گی اور اس کے حل میں بھی۔

☆ ہمدردی: ثالث میں فریقین، سماج اور قوم کی جانب ہمدردی کا جذبہ ہونا چاہیے۔ اس سے مسئلہ کی حقیقت تک رسائی میں مدد ملتی ہے۔

☆ لوگوں کے جذبات پر توجہ: ثالث کو خود اس قدر حساس ہونا چاہیے کہ وہ لوگوں کے جذبات کو باآسانی سمجھ سکے۔ اس سے مسئلے کو شدید شکل اختیار کرنے سے بچایا جا سکتا ہے۔

☆ اختلافات کا احترام اور وقار: ثالث کو چاہیے کہ وہ انفرادی تفاوت کا احترام کرے۔ کسی بھی شخص کو حقیر یا کمتر نہ تصور کرے۔ ہر ایک فرد کی اپنی عزت اور وقار ہوتا ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، اعلیٰ منصب پر فائض ہو یا ادنیٰ پر۔

☆ خاص اور اہم نکات کی شناخت کی استعداد: گفتگو یا مذاکرہ کے دوران ثالث میں یہ مہارت ہونا چاہیے کہ وہ اہم اور خاص نکات کی شناخت کر سکے۔ اس سے نتیجے تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے اور وقت کا ضیاع بھی نہیں ہوتا۔

☆ معافی اورغلطیوں کونظر انداز کرنے کی آمادگی: ثالث کو بڑے دل والا ہونا چاہیے کہ وہ عفواور درگذر کا معاملہ کر سکے۔اس سے تصادم کو پیدا ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔

☆ مصالحت اور سزا سے گریز: ثالث میں صلح کرنے اور سزا سے گریز کی مہارت ہونا چاہیے تاکہ تشدد سے بچا جا سکے۔

☆ دونوں فریقین کی مدد کا عقیدہ: ثالث کو غیر جانب دارانہ طریقے سے فریقین کی مدد کرنے کا جذبہ اور عقیدہ ہونا چاہیے اور عملی طور پر اس کا نمونہ بھی پیش کرنا چاہیے۔

☆ فوری طور پر تناؤ کو دور کرنا: ثالث کو چاہیے کہ وہ بغیر کسی تناؤ یا دباؤ کے تصادم حل کرے۔اگر اس کے ذہن میں کسی قسم کی پریشانی یا کش مکش ہے تو وہ مسئلہ حل کرنے کے بجائے خود مسئلہ بن جائے گا۔

☆ غیر لفظی ترسیلی مہارت: ثالث کو غیر لفظی مہارت پر بھی عبور ہونا چاہیے۔کبھی کبھی حرکات وسکنات لفظی طرز عمل سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔

☆ چیلینج سے نمٹنے کے لیے خوش طبع ہونا: ثالث اکثر تصادم حل کرتے کرتے خود ذہنی تناؤ کی حالت میں پہنچ جاتے ہیں۔اس کیفیت سے ابھرنے کے لیے اسے کبھی کبھی مزاح بھی کرنا چاہیے۔تاکہ اس کیفیت کے منفی اثرات نتائج پر مرتب نہ ہوں۔

تصادم کے حل کی حکمت عملی: تصادم کے حل کی درج ذیل حکمت عملی استعمال میں لائی جا سکتی ہیں:۔

☆ مقابلہ/مزاحمت: اس حکمت عملی کے تحت تصادم کے حالات سے مکمل تیاری کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے۔جس کے دو ممکنہ نتائج ہو سکتے ہیں، یا تو فتح یا شکست، فتح کا مطلب ہے کہ تصادم پر قابو پالیا گیا ہے یا اس کا رخ تبدیل کر دیا گیا ہے یا اسے مزید بڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔اس میں فریق خود کے آرام وآسائش کو ترجیح دیتا ہے۔

☆ اشتراک/تعاون: اس حکمت عملی کے تحت باہمی تعاون اور اشتراک سے تصادم حل کیا جاتا ہے۔چونکہ اس میں دونوں فریقین کے تعاون سے نتیجہ تک پہنچا جاتا ہے۔اس کے لیے اس میں دونوں کو فتح حاصل ہوتی ہے اور دونوں خوش رہتے ہیں۔اس میں بھی فریق خود کو ترجیح دیتا ہے۔

☆ مفاہمت/مصالحت: یہ تصادم کے اعتدال کی حالت ہوتی ہے۔فریقین آپسی رضامندی سے معاملے کو طول نہ دیتے ہوئے اسی حالت میں روک دیتے ہیں۔اس میں کسی بھی فریق کی فتح تو نہیں ہوتی لیکن کسی کو شکست بھی نہیں ہوتی۔

☆ نفی/اجتناب: اس میں تصادم سے پرہیز کر کے اسے بڑھنے سے روکا جاتا ہے، تصادم پیدا کرنے والے عمل سے توبہ کی جاتی ہے۔اس میں فریق خود کے مقابلے دوسرے کو ترجیح دیتا ہے۔

☆ ہموار کرنا: اس حکمت عملی کے تحت فریقین ایک دوسرے کے لیے راہ ہموار کرتے ہیں، ان کا خیال رکھتے ہوئے انہیں اذیت پہنچانے سے گریز کرتے ہیں اور دیگر فریق کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔

2.5.5 خود شناسی، ثقافتی تفہیم اور ترسیلی مہارتوں کا شعور:

(Awareness of own Identity,Cultural Underpinning and Communication Skills)

تصادم حل کرنے میں خود شناسی کا اہم کردار ہوتا ہے۔اگر فرد خود کی خوبیوں، خامیوں، مثبت اور منفی پہلوؤں سے بہ خوبی واقف ہے تو وہ تصادم کے لیے ذمہ دار حالات پیدا ہی نہیں ہونے دے گا۔اس کے لیے اسے خود کا تجزیہ کرنا ہوگا، جسے معائنہ نفس (Introspection) کہا جاتا ہے۔

ثقافتی تفہیم بھی تصادم سے نبٹنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، اپنی ثقافت کے ساتھ ساتھ دیگر کی ثقافت کی تفہیم، احترام اور استحسان ضروری ہوتا ہے۔ دوسروں کی ثقافت کا مطالعہ کرنے سے غیریت کا احساس کم ہوتا ہے اور انسیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

ترسیلی مہارتیں مسائل کے حل میں بڑی کارآمد ہوتی ہے۔اکثر مشاہدہ ہوتا ہے کہ ہمارے سماجی مسائل یا تو غلط ترسیل کی وجہ سے یا پھر ترسیلی خلا(Communication Gap) کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔اس لیے مسائل کو حل کرنے میں ترسیلی مہارتوں کا موزوں استعمال کرنا چاہیے۔

☆ تصادم کے تناظر کا شعور: کسی بھی تصادم کو اس وقت تک حل نہیں کیا جا سکتا ہے جب تک کہ اس کے پس منظر، سیاق وسباق کا علم نہ ہو۔اس سے مسئلے کے تفہیم میں تعاون حاصل ہوتا ہے۔مسئلہ کی وجوہات کی نشاندہی ہوتی ہے اور اس کے حل کی جانب پیش رفت ہوتی ہے۔

☆ ثالثی کا عزم: تصادم کی تبدیلی اور اس پر قابو پانے کے لیے ثالثی ایک اچھی حکمت عملی ہے۔تصادم کا حل دریافت کرنے کے لیے ایک تجربہ کار، باشعور اور دانا ثالث کی ضرورت پیش آتی ہے۔فریقین کو ثالثی کا ارادہ کر کے کسی باصلاحیت، معتبر اور باوزن شخص کا انتخاب کرنا چاہیے اور ثالث کو مصلحت اور حکمت عملی سے تصادم کا حل تلاش کرنا چاہیے۔

☆ تصادم کے حل کی متبادل حکمت عملیاں اور اختراعی حل درج ذیل ہیں:

☆ تصادم کے ادراک اور نقطہ نظر میں تبدیلی: تصادم حل نہ ہونے پر اسے مختلف نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے۔نئے زاویے سے تصادم کی تفہیم میں مدد ملتی ہے۔نیز حل کے متبادل بھی حاصل ہوتے ہیں۔

☆ تصادم کو مثبت طور پر دیکھنا: تصادم کے مسئلہ کو ناممکن تصور نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اس کے فوری حل کی توقع رکھنا چاہیے۔تصادم کو ایک رکاوٹ تصور کرنے کے بجائے اسے مسئلے کے حل کا ذریعہ ماننا چاہیے۔

☆ کثیر میعادی اہداف متعین کرنا: تصادم کے مسئلے کی شدت کے مطابق اسے مختلف حصوں میں تقسیم کر کے حل کرنا چاہیے۔زیادہ اہم اور شدید مدعوں کو فوری طور پر حل کر کے بڑے مدعوں کو آسانی سے حل کرنا چاہیے۔

☆ تذبذب کی حالت سے نکلنا: دو متذبذب متبادل میں کسی ایک متبادل کے انتخاب کے بجائے دونوں کا درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

☆ پیچیدگی کو دوست بنانا نہ کہ دشمن: تصادم کے حل نہ ہونے پر مایوس نہیں ہونا چاہیے۔بلکہ اسے دوست بنا کر سکون واطمینان سے حل کی جانب گامزن ہونا چاہیے۔

☆ تشخص کو سننا اور تعلقات کو مضبوط کرنا: فریقین کے تشخص کو بغور سن کر تعلقات مستحکم کیے جا سکتے ہیں۔کیونکہ اکثر تصادم تشخص اور تعلقات میں کمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. ایک ثالث کی چند خصوصیات پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

2.6 امن کے حصول میں حائل رکاوٹیں "Hindrances Towards Achieving Peace"

اسکول طلباء اساتذہ اور والدین پر مبنی ایک چھوٹا سا سماج ہے۔جو کہ مشترکہ طور پر تعلیمی کے اہداف کے حصول کے لیے سرگرم رہتے ہیں۔اگر ہم اسکول کو صرف علم واکتساب کے حصول کا ذریعہ مانیں تو اصولاً یہ غلط ہوگا۔اسکول ایک تجربہ گاہ ہوتی ہے جس میں مستقبل کے شہری تیار کیے جاتے ہیں۔اسکول زندگی کو ایک سمت دیتا ہے۔ہمیں اشتراک سے زندگی جینے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔اسکول کو ایسا ہونا چاہیے کہ وہ طلباء کو ایک پرامن، خوش حال زندگی فراہم کرے۔مگر آج کل ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں کہ اسکول ڈر، خوف وہراس اور ذہنی دباؤ کی وجہ بن جاتا ہے اور کبھی کبھی طلباء خودکشی جیسے اقدام بھی اٹھا لیتے ہیں۔یہ بھی ایک قابل غور امر ہے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں جو طلباء کو پرامن زندگی گذارنے میں حائل ہوتی ہے۔اس میں اسکول اور گھر کا کیا کردار ہونا

چاہیے؟اس ضمن میں یہ بات بھی اہم ہے کہ ہماری آج کی تعلیم میں کیا ایسی بات ہے کہ وہ طلباء کوایک افادی ممبر بنانے کے بجائے خود کی یا دوسروں کی جان لینے پر مجبور کر رہی ہیں۔آگے کے صفحات میں امن میں حائل ان رکاوٹوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

2.6.1 خوف وہراس (Fear)

آج کا دور سبقت کا دور ہے۔سماج میں موجود کچھ امور نے زندگی کو مشینی بنادیا ہے اور ہر انسان زندگی کی دوڑ میں ایک دوسرے کو سبقت دینے کے فراق میں ہے۔اس کا اثر تعلیم پر بھی مرتب ہوا ہے۔آج والدین اور اسکول بچوں سے زیادہ سے زیادہ توقعات رکھتے ہیں۔جس کے نتیجہ میں بچوں پر جذباتی دباؤ بڑھ جاتا ہے اور اس جذباتی دباؤ کے زیر اثر بچہ ذہنی تناؤ اور دباؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔نتیجتاً ایک پرامن زندگی جینے سے قاصر ہو جاتا ہے۔

خوف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان خود کو خطرہ میں محسوس کرتا ہے۔عام حالات میں خوف کسی مخصوص انسان، چیز یا واقعہ سے پیدا ہوتا ہے۔خوف سے تناؤ، احتجاج، تشویش اور ادراک کی اہلیت میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ساتھ ہی ساتھ خوف سے انسان خود کو ایک تخیلی خطرے میں بھی محسوس کرنے لگتا ہے اور لگا تار خوف کے ماحول کے سبب بچہ میں بزدلی اور خجالت جیسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔اور بچہ کا حافظہ کا کمزور ہو جانا، مختلف تبدیلیوں کے ساتھ مطابقت نہ کر پانا اور زندگی کی چنوتیوں کا سامنا کرنے میں نااہل رہنا، یہ تمام چیزیں بے امن زندگی کے اسباب وعلل میں آجاتی ہیں۔تعلیم کا مقصد ایک متوازن شخصیت کی نشوونما کرنا ہے اور ایک خوف جیسی شئے شخصیت کو مسخ کر دیتی ہے۔کئی بار دیکھا گیا ہے کہ اسکول میں بچے معلم سے اتنا ڈرنے لگتے ہیں کہ اس کے پاس کھڑے ہونے پر ہی پسینہ پسینہ ہو جاتے ہیں۔یہ خوف کبھی کبھی مضمون سے بھی مشروط ہو جاتا ہے۔جو طلباء ریاضی سے ڈرتے ہیں اگر وہ اپنے بچپن میں جائیں تو یہ پائیں گے کہ یہ خوف دراصل ان کے مدرس کا خوف ہے نہ کہ مضمون کا، اور یہ خوف نہ صرف طلباء کی موجودہ زندگی بلکہ مستقبل کی زندگی کو بھی متاثر کرتا ہے۔

2.6.2 ذہنی دباؤ (Stress)

ذہنی دباؤ ایک جسمانی اور ذہنی گرانی کی حالت ہے اور اس حالت کی وجہ لمبے وقت تک کسی خوف تصادم کا شکار رہنا یا دفعتاً کوئی پریشانی کا آجانا ہوتا ہے۔اسکول میں اس قسم کے دباؤ کا اساتذہ اور طلباء دونوں ہی سامنا کرتے ہیں۔کبھی امتحان کا دباؤ، طلباء کا آپس میں نفاق، کام کا زیادہ ہونا، تعین قدر کا مرضی کے مطابق نہ ہونا، ساتھیوں کا منفی رویہ ہونا یہ وہ تمام عناصر ہیں جو اسکول میں دباؤ کی وجہ سے پنپتے ہیں۔دباؤ سے ہونے والی فکر وتشویش ذہنی اور جسمانی دونوں طرح کی صحت پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔نہ صرف مختلف قسم کے امراض کی وجہ بنتی ہے بلکہ روزمرہ کی سرگرمیوں اور کام پر بھی منفی اثر ڈالتی ہے۔کبھی کبھی اس دباؤ کے لیے تعلیمی پالیسی یا قانون پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔تعلیمی پالیسی میں یکا یک تبدیلی جیسا کہ تعین قدر کے طور میں مسلسل جامع جانچ ضروری کر دی گئی تھی۔اکثر اساتذہ کی اس سے واقفیت سطحی تھی جس کی وجہ وہ دباؤ کا شکار ہوئے لیکن اس کا مقصد طلباء کے ذہنی دباؤ کو کم کرنا تھا۔اب مسلسل جامع جانچ کو ختم کر دیا گیا ہے۔دوسرے طریقہ کی جانچ کو اصول بنایا گیا۔ان تمام تبدیلیوں سے طلباء متاثر ہوتے ہیں اور دباؤ کا شکار ہوتے ہیں جس سے ان کی زندگی کا امن متاثر ہوتا ہے۔

2.6.3 ناکامی (Failure)

ناکامی کسی شخص کو بھی پسند نہیں ہوتی ہے لیکن ناکامی کا خوف ہمارے تمام کارگزاریوں کو متعین اور متاثر کرتا ہے۔اگر ناکامی کا خوف زیادہ ہو جاتا ہے تو طلباء اس کام سے بچنے لگتے ہیں۔اس کو نہیں کرنے حیلہ بہانہ تلاش کرنے لگتے ہیں۔جب ناکامی کا خوف لگا تار اور زیادتی کے ساتھ ہوتا ہے تو یہ ایک فوبیہ (Phobia) کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس کو ماہر نفسیات Atychiphobia سے موسوم کرتے ہیں۔اس سے طلباء کی صحیح اہلیتیں وصلاحیتیں ابھر کر سامنے نہیں آپاتی ہیں اور اکتساب میں اس کی توجہ ودلچسپی کم کر دیتی ہیں۔کئی بار طلباء امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے یا زندگی کے دوسرے میدانوں میں کامیابی کے لیے

غلط اور shortcut ذرائع کا استعمال بھی کر لیتے ہیں۔اس کی وجوہات مختلف ہوسکتی ہیں۔کبھی کبھی طلباء کی ذاتی وشخصی خصوصیات اس کی وجہ ہوتی ہے تو کبھی ہمارا تعلیمی نظام اور تعین قدر کا طریقہ بھی اس کی وجہ بنتا ہے۔آج کل سبقت کے دور میں والدین اپنے بچوں سے زیادہ توقعات وابستہ کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے طلباء اپنی پوری کوشش کر کے بھی ان کی توقعات کو پورا نہیں کر پاتے ہیں اور والدین کی ناپسندیدگی ونامنظوری کا شکار بنتے ہیں۔جو کہ ان کی زندگی سے امن کا خاتمہ کر دیتا ہے۔پرامن زندگی کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں میں ایک ناکامی کا خوف ہے۔

2.6.4 عوامی خطات (Public Speaking)

تحقیق کے مطابق عوامی خطابت ایک عام انسان میں سب سے زیادہ ڈر کی وجہ ہوتی ہے۔اس کے بعد ڈر کی دوسری بڑی وجہ موت پائی گئی۔یعنی عوام کو خطاب کرنے میں لوگ موت سے بھی زیادہ ڈرتے ہیں،عوامی خطابت میں کسی بڑے گروپ کے سامنے اپنی بات کہی جاتی ہے،جس میں عام طور پر تعامل کی بھی گنجائش رہتی ہے۔اس میں خطیب بولتا ہے اور سامع سنتے ہیں۔عوامی خطابت کے لیے خود اعتمادی،زبان پر عبور،مشق،بولنے کی رفتار،آواز اور لب ولہجہ تمام عوامل معنی رکھتے ہیں اور ان میں سے کسی بھی ایک کی کمی خطاب کو منفی طور پر متاثر کرتی ہے۔طلباء کے لیے یہ سب سے بڑا ڈر ہوتا ہے کہ وہ درجہ میں یا اسکول میں کھڑے ہو کر جواب نہیں دے پاتے ہیں،اور مجلس کو خطاب نہیں کر پاتے ہیں۔اگر مشاہدہ بھی کیا جائے تو مختلف علامات ان میں نظر آنے لگتی ہیں جیسے کہ،جسم میں کپکپاپن، گلے کا سوکھ جانا، دل کی دھڑکن بڑھ جانا،خون کا دوران بڑھ جانا،کئی بار ایسا دیکھا گیا ہے کہ اگر طالب علم کو درجہ میں ہی خطاب کرنا ہوتا ہے تو اس سے پہلے اس میں کوئی جسمانی بیماری کی علامت نظر آنے لگتی ہے۔دراصل یہ خوف اور دباؤ خود اعتمادی کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے جو کہ اس کی پرامن زندگی میں ایک رکاوٹ کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

2.6.5 فکروتشویش (Anxiety)

آج کل ہر اسکول وکالج میں ایک مشیر ورہنما کی ضرورت پیش آنے لگی ہے کیونکہ آج طلباء کی کثیر تعداد ذہنی دباؤ کا شکار ہو رہی ہے جس کی وجہ سے وہ جسمانی اور ذہنی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔جس کا اثر جذباتی ہیجان میں بھی نظر آنے لگا ہے۔طلباء یا تو خودکشی کر رہے ہیں یا پھر کسی اور کی جان لے رہے ہیں۔ابھی چند دن پہلے ایک دس سال کے بچے نے خودکشی کی جس کی وجہ ماں کا بار بار پڑھنے کے لیے کہنا تھا۔چند دن قبل ایک بارہ سال کے لڑکے نے اپنی ماں اور چھوٹی بہن کو جان سے مار ڈالا کیونکہ ماں نے پڑھائی کو لے کر بچے کو سخت سست کہا تھا۔یہ کچھ ایسے واقعات ہیں جو ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ واقعتاً ہم کس قسم کی تعلیم فراہم کر رہے ہیں۔تعلیم پرامن زندگی جینے کے لیے ایک ذریعہ ہے یا امن ختم کرنے کا ایک آلہ؟ آج بچہ ابتدائی درجات میں ہی اپنے مستقبل کو لے کر فکرمند ہونے لگتا ہے۔سیکنڈری درجات میں سے ہی بچے کو انجینئر اور ڈاکٹر بنانے کی تیاری شروع کروادی جاتی ہے جس کے سبب بچہ ذہنی طور پر دباؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔وہ کسی بھی طرح والدین کی توقعات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔توقعات کو پورا نہ کرنے کی صورت میں یا تو وہ باغی ہو جاتا ہے یا پھر ذہنی امراض کا شکار۔وہ ڈپریشن یا دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔اس لیے تعلیم ایک پرسکون اور پرامن ذہن وزندگی دینے کی ضامن ہونی چاہیے نہ کہ امن کو ختم کرنے کی۔

2.6.6 ساتھیوں کا دباؤ (Peer Pressure)

آپ سگریٹ نوشی کرنے والے انسانوں سے معلوم کریں تو پائیں گے کہ ان میں زیادہ تر کو یہ عادت اسکول میں ساتھیوں کے دباؤ کی وجہ سے لگی ہوگی۔نوبلوغت کی عمر میں بچہ پر ساتھیوں کا اثر بہت بڑھ جاتا ہے اور وہ بہت سے کام ساتھیوں کے دباؤ میں کرتے ہیں۔یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ کام ہمیشہ برے ہی ہوں کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ ساتھیوں کے دباؤ میں بری عادتوں کو ترک کرنا اور اچھی عادتیں اپنانا بھی شامل ہوتا ہے۔ساتھیوں کے دباؤ میں بچے کئی بار بڑے

بڑے خطرات بھی اٹھالیتے ہیں۔نوعمری میں جرم کرنے والے کافی بچے یہ کام ساتھیوں کے دباؤ میں آ کر ہی کرتے ہیں۔مگر یہ ساتھیوں کا دباؤ کبھی کبھی بچوں کے لیے ذہنی اذیت اور بے امن کی وجہ بھی بن جاتا ہے۔ساتھیوں کے دباؤ میں آ کر بچے منشیات کا استعمال، دیر رات تک کلب میں پارٹیاں کرنا، قانون شکنی جیسے جرائم کے بھی مرتکب ہو جاتے ہیں۔کیونکہ وہ اگر ایسا نہ کریں تو ڈرپوک کا طمغہ ان پر نصب کر دیا جاتا ہے۔نو بلوغت کی عمر میں خاص طور سے بچہ گروپ کی مطابقت اور پیروی چاہتا ہے اور گروہ سے ہٹ کر وہ کوئی بھی کام نہیں کرنا چاہتا۔گروپ سے منقطع ہوتا ہے تو خود کو تنہا محسوس کرتا ہے اور گروپ میں رہتا ہے تو گروپ کے مطابق وہ سبھی کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے جو گروپ کے بقیہ ممبر کرتے ہیں ایسے وقت دونوں حالات میں یہی بچہ بے امنی کا شکار ہو جاتا ہے۔

2.6.7 سماجی گروہ کا دباؤ (Social Group Pressure)

ہر انسان سماج میں رہتے ہوئے کسی نہ کسی سماجی گروہ کا ممبر ہوتا ہے اور اس گروہ کا ایک رکن ہونے کے ناطے اس گروہ کے اقوال وافعال کے مطابق خود کو ڈھالنا ہوتا ہے۔سماجی گروہ کے دباؤ سے مراد ہے کہ جب کسی شخص کے جذبات، آرائش اور طرز عمل دوسرے لوگوں کے گروہ سے متاثر ہونے لگیں اور اس کے منفی اثرات ذہن پر مرتب ہونے لگیں۔نو بلوغت کی عمر میں جن بچوں میں خود اعتمادی اور عزت نفس کا فقدان ہوتا ہے وہ خود کو کسی نہ کسی گروہ سے جڑا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔کیونکہ اپنی شناخت اس گروہ کے ذریعہ ہی چاہتے ہیں۔شناخت پانے کی اس وجہ سے یہ بچے گروہ کے زیر اثر طرز عمل کرتے ہیں اور ضروری نہیں ہے کہ وہ طرز عمل باقی سماج بھی منظور کرے۔ایسی کیفیت میں ذہنی دباؤ اور تصادم سے دوچار ہونا فطری ہے۔کبھی کبھی ایسے حالات میں بچے تذبذب کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔گروہ میں کس سے کنارہ کشی اور کس سے رسائی کریں یعنی بقیہ سماج کی بات مانیں یا اس گروہ کی بات مانیں جس نے انہیں شناخت بخشی ہے۔ایسے حالات میں بچے نہ صرف ذہنی دباؤ کا بلکہ فکر وتشویش اور خوف کا بھی شکار ہو جاتے ہیں جو کہ ان کے ذہنی امن کی راہ میں رکاوٹ کے طور پر حائل ہو جاتے ہیں۔

2.6.8 ثقافتی حاشیہ (Cultural Marginalization)

ثقافتی طور پر حاشیہ جاتی سے مراد ہے کہ کسی گروہ یا گروپ کا سیاسی، معاشی اور سماجی طور پر تحریم کر دینا اور یہ تحریم اس حد تک ہو کہ وہ نفسیاتی وسماجی طور پر کمزور ہو جائے اور نتیجہ کے طور پر حاشیہ پر آ جائے۔یہ حاشیہ جاتی عمل ذات، نسل، مذہب، رنگ، سماجی واقتصادی سطح کسی پر بھی مبنی ہو سکتا ہے۔جیسے کسی ملک میں یہ ذات، مذہب اور سماجی واقتصادی سطح پر ہو سکتا ہے۔جبکہ دیگر ممالک میں یہ نسل ورنگ پر مبنی ہو سکتا ہے۔کسی مذہب میں یہ ذات پر مبنی ہو سکتا ہے اور دیگر میں یہ سماجی اور اقتصادی ہو سکتا ہے۔آگے کے صفحات میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ذات (Caste)

ذات اور ذات پر مبنی تفریق ہندوستان میں ہی پیدا ہوئی اور یہیں نشو ونما پائی۔یہ مغربی ممالک کی تقریباً ''نسلی تفریق کی طرح ہی ہے۔جو کہ پیدائش کے ساتھ ہی طے ہو جاتی ہے۔ہندو سماج چار ورنوں میں منقسم ہے۔جو کہ برہمن، شتریہ، ویش اور شودر ہیں۔شودر سماجی سلسلہ مراتب میں سب سے پیچھے ہیں اور بقیہ تینوں ذاتوں کی خدمت کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔یہ محروم وپسماندہ طبقہ ہے۔ذات پر مبنی فسادات، تفریق، جمہوری ملک میں بھی عام بات ہے۔آج اسکول وکالج میں طلباء اپنی ذات بتانے پر شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ان کے ساتھی طلباء کے ذریعہ اور کبھی کبھی اساتذہ کے ذریعہ استحصال، تذلیل اور ذہنی ایزا دی جاتی ہے۔جس کے سبب یہ طلباء خوف وہراس اور خجالت سے بھری زندگی گذارتے ہیں اور یہی ان کے لیے امن سے زندگی جینے کی راہ میں ایک رکاوٹ کے طور پر حائل ہو جاتی ہے۔

جنس (Gender)

جنس ایک سماجی تصور ہے جو کہ معاشرے میں مرد اور عورت کے رویہ، ذمہ داریوں اور طرز عمل کے طریقہ کار کو متعین اور متاثر کرتا ہے۔ہمارے سماج

میں کام کے تقسیم کے اصول سے دیکھا جائے تو غالباً عورت نے گھر کا کام کاج اپنایا اور مرد نے باہر جا کر معاش کے کام کو اپنایا۔ اسی کی بنیاد پر دونوں کے دائرہ کار تقسیم ہوئے۔ لیکن دھیرے دھیرے معاش کو زیادہ اہمیت حاصل ہوگئی اور گھر کے کام یعنی عورت کے ذریعہ کے گئے کام کو کم ترجیح دی جانے لگی۔ جس نے سماج میں عورت کی حیثیت کو آدمی سے نسبتاً کم تر کر دیا اور وہ صنف نازک بن کر استحصال کا شکار ہونے لگی۔ آج عورت اسکول، گھر، آفس اور معاشرے پر تختہ مشق بن گئی ہے، وہ جنسی استحصال کا شکار ہے۔ حالانکہ قوانین اور سرکاری پالیسیوں کے ذریعہ اس ضمن میں کوشش جاری ہے باوجود اس کے خاطر خواہ فرق نہیں آیا ہے۔ اس طرح کے واقعات آئے دن اخباروں کی سرخیاں بنتے ہیں کہ اسکول جانے میں لڑکی پر تیزاب ڈالا، جہیز کے لیے جلا دیا، فلاں لڑکی جنسی استحصال کا شکار ہوئی، وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام امور لڑکیوں کے لیے لڑکی ایک نحوست کا کام کرتے ہیں اور یہ وہ امور ہیں جو کہ امن کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

سماجی واقتصادی حالات (Socio-economic Status)

سماجی اور اقتصادی حالات سے مراد سماج میں حاصل ہونے والے رتبہ سے ہے۔ یہ عام طور پر تعلیم، ذریعہ معاش، آمدنی سے طے ہوتا ہے۔ اس کی جانچ کرنے پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وسائل، طاقت وقوت کے حصول وغیرہ میں تفریق سماج میں موجود ہے۔ اس تفریق کے باعث سماج میں رتبہ کے لحاظ سے گروپ بن جاتے ہیں۔ سماج کے نچلے اقتصادی گروہ نہ صرف وسائل کے فقدان کا سامنا کرتے ہیں بلکہ سماج میں رتبہ کم ہونے کی وجہ سے اور بھی دیگر مسائل کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کے پاس رہنے کی مناسب جگہ نہیں ہوتی ہیں۔ تعلیم کا معیار بھی کم ہوتا ہے۔ پینے کا صاف پانی اور دیگر طبی امداد بھی ان کی پہنچ کے باہر ہوتی ہے۔ یہ تمام باتیں یقیناً ان کی ذہنی اور جسمانی صحت کو متاثر کرتی ہیں جو کہ ایک پرامن زندگی کے لیے رکاوٹ کا کام کرتی ہیں۔

2.6.9 میڈیا (Media)

میڈیا ترسیل کا وہ آلہ وذریعہ ہے جو کہ اطلاعات کو ایک شخص وجگہ سے دوسرے تک تیزی سے پہونچانے اور اس کو محفوظ رکھنے کا کام کرتا ہے۔ آج کے دور میں میڈیا تصادم کو کم کرنے کے بجائے بڑھانے کا کام زیادہ بہتر طریقہ سے انجام دے رہی ہے اور اس میں بڑا رول سوشل میڈیا کا ہے۔ سوشل میڈیا میں فیس بک، واٹس اپ وغیرہ مختلف سیاسی اور نظریاتی گروہ کا ایک آلہ بن چکی ہیں اور وہ اپنے طریقہ سے لوگوں کے درمیان تصادم کو بڑھانے اور آپس میں لڑانے کا کام انجام دے رہی ہیں۔ آج کل ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جو کہ رونگٹے کھڑے کر دینے والے ہیں۔ ایک شخص نے دوسرے مذہب کے شخص کو کلہاڑی سے قتل کر کے اس کی ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر پھیلا دی اور اس کے نزدیک یہ بہادری کا ایک کام تھا جو اس نے انجام دیا۔ سوشل میڈیا میں یہ ویڈیو تیزی سے وائرل ہوا اور نہ صرف دونوں مذاہب کے لوگوں کے دلوں میں کڑواہٹ میں اضافہ ہوا بلکہ حکومت کو بھی خجالت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ امور انسان کے لیے امن کی راہ میں بڑی رکاوٹ بنتے ہیں اور موجود امن کو تار تار کر دیتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. امن کے حصول میں حائل رکاوٹوں پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

2.7 علم کا حصول اور اس کا غلط استعمال

"Acquisition of Academic Knowledge and its Misuse"

انسانی زندگی میں علم کا حصول اہم مقام رکھتا ہے۔ یہ انسان کو حیوانات سے جدا کرتا ہے۔ اس سے انسان اچھے برے و صحیح غلط کا تمیز سیکھتا ہے۔ یہ انسان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے اور ملک و معاشرے کی ترقی کی علامت بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں اس وقت صادق ہوتی ہیں جب انسان علم کا صحیح اور مناسب استعمال کرے۔ جب اسی علم کا غلط استعمال کیا جاتا ہے تو یہ انسان، قوم وملت، معاشرہ و ملک کے لیے تباہی اور بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔ علم کے حصول میں بھی انسان کبھی کبھی غلط راستے اختیار کرتا ہے۔ نقل کرنا، کسی دوسرے کے مواد کو خود سے منسوب کرنا، غلط اور جعلی دستاویز سے داخلہ لینا و ملازمت حاصل کرنا، ایک ہی مواد یا دستاویز سے ایک سے زیادہ مقامات پر استفادہ کرنا، امتحان میں اپنی جگہ کسی اور سے پرچہ لکھوانا، دیگر کی تخلیق کو اپنا نام دینا وغیرہ یہ ایسے طریقے ہیں جو علم کے حصول کے غلط ذرائع یا نتائج بنتے ہیں اور قانوناً جرم قرار دیے جاتے ہیں۔ یہاں تک کے نقل کے جملہ حقوق (Copy Right) کی اجازت کے بغیر کتب و دیگر اشاعت کی نقل کرنا، ترجمہ کرنا، ان میں ترمیم کر کے اپنے موافق بنانا بھی جرم کے دائرے میں شامل کیے جاتے ہیں لیکن آج کے دور کے انسان کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کچھ غلط کام کر رہے ہیں۔ دور حاضر میں جہاں کمپیوٹر نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے امور کو سہل بنایا ہے وہیں فطین اور شاطر دماغ افراد کے لیے چوری و دھوکہ جیسے جرائم کے راستے بھی ہموار کر دیے ہیں۔ چند افراد کم وقت میں زیادہ ترقی حاصل کرنے کی غرض سے یا وقتی و عارضی مفاد کو دیکھتے ہوئے اپنے قریبی تک کو دھوکہ دے دیتے ہیں۔ کمپیوٹر یا نئی ٹکنالوجی کے علم سے خفیہ معلومات کو چرانا، کسی کے بینک کھاتے سے رقم ٹرانسفر کر لینا، کسی کا پاس ورڈ چرا لینا، فریب اور جھوٹے ناموں سے فون یا ای میل کے ذریعے معلومات حاصل کر کے اپنے جال میں پھنسا لینا آج عام بات ہو گئی ہے۔ بچوں کے لیے موبائل ایک نیا فتنہ بن کر ابھرنے لگا ہے۔ پہلے لوگ خود کے جوکھم بھرے فوٹو لینے میں اپنی جان گنوا رہے تھے لیکن اب کچھ جوکھم بھرے گیمس بچوں کو خودکشی پر مجبور کر رہے ہیں۔ یہ تمام علم کے غلط استعمال کے نتائج ہیں۔ حالانکہ تمام پیشے کی اپنی اخلاقیات (Ethics) بھی ہیں جو مناسبت کے لحاظ سے نصاب میں شامل کر کے پڑھائی، سکھائی اور بتائی جاتی ہیں لیکن پھر بھی ان کے موزوں اطلاق میں کہیں نہ کہیں کچھ کمی رہ جاتی ہے۔ ان کا تعلق خود آگہی، آمادگی اور رویوں میں تبدیلی سے ہوتا ہے۔ جب تک کہ شخص خود ان تمام منفی امور سے بچنا نہ چاہے کوئی بھی اسے بچا نہیں سکتا۔ اس کے علاوہ تعلیمی اداروں میں بھی، جو کہ علم کا مخزن ہوتا ہیں، بدعنوانیاں پائی جاتی ہیں۔ اسکول کے وسائل مثلاً تجربہ گاہ کے اوزار، آلات، کیمیا وغیرہ کو چرا کر، دیگر کو اذیت یا نقصان پہنچانا، یا دیگر ذاتی مفاد کے لیے استعمال میں لانا بھی عام بات ہے۔ کچھ تخریبی ذہن کے لوگ ادارے کے وسائل کا غلط استعمال کرتے ہیں یا اسے برباد کرتے ہیں۔ کبھی کبھی تو انہیں اس کا احساس تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کچھ غلط کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے اسلاف اور بزرگانِ دین تو ملازمت کے وسائل صرف ملازمت کے امور کے لیے ہی استعمال کرتے تھے۔ گھریلو استعمال کے لیے وہ اپنے ادارے کے وسائل قطعی استعمال نہیں کرتے تھے چاہے اس کے عوض میں انہیں اذیتیں، تکالیف، فاقہ کشی ہی کیوں نہ اٹھانی پڑی ہوں۔ آج اس طرح کی اقدار کو نئی نسلوں میں پھر سے زندہ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ کام بھی تعلیمی اداروں کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اسی ضمن میں کچھ واقعات پیش کرنا بے جا نہ ہوگا۔

2.7.1 کیس اسٹڈی (Case Studies)

(i) پہلا کیس: پہلا کیس ملاحظہ فرمائیں۔

مہاراشٹر میں ایک لڑکا کیمسٹری میں تحقیق کر رہا تھا۔ اسی تخلیق کے تعلق سے اس نے کچھ کیمیا وغیرہ لیبوریٹری سے لیے ہوئے تھا۔ لڑکا ذہین اور پڑھنے کا شوقین تھا اور نئی ٹکنالوجی سے بھی کافی استفادہ حاصل کرتا تھا۔ ذاتی طور پر وہ ایک لڑکی کو پسند کرتا تھا مگر لڑکی نے اس کے لیے ناپسندیدگی ظاہر کی۔ جس کو اس

نے خود کی بے عزتی تصور کرتے ہوئے ایک ایسا منصوبہ بنایا جس نے علم وانسانیت کو ہلا کرر کھ دیا۔اس نے گوگل کی مدد سے ایک بم (Bomb) بنایا اور اسے بذریعہ کوئریر لڑکی کے گھر تک پہنچادیا۔اتفاق سے اس لڑکی کی ماں نے وہ کوئریر کھولا۔اور ماں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔اس لڑکے نے اپنی کیمیا کے علم کو غلط طریقے سے استعمال کر کے نہ صرف اپنے لیے مسئلہ بنایا بلکہ قاتل بھی بن گیا۔علم کا صحیح استعمال اب بہت ضروری امر ہے۔آج ڈاکٹر اپنے علم کا غلط استعمال کر کے لوگوں کی جان ومال سے کھیل جاتے ہیں۔اس کے لیے طلباء میں ایک تعمیری فکر پیدا کرنا ضروری ہے۔

(ii) دوسرا کیس: دوسرا کیس ملاحظہ فرمائیں۔

ایک سافٹ ویئر انجینئر نے ایک بینک کی ویب سائٹ کو ہیک کرلیا اور ہر اکاؤنٹ سے چند روپے اپنے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر لیے۔ بینک کو اس کا علم بھی نہیں ہو پاتا۔اتفاقاً بینک کے کسی ملازم نے یہ دیکھا کہ اس شخص کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم کا اضافہ کیسے ہوگیا۔ بینک کے لیے یہ ایک بڑا مسئلہ تھا۔کافی تفتیش کے بعد یہ بات پتہ چلی کہ یہ ایک بڑی کمپنی میں کام کرنے والے ذہین وفطین شخص کا کام تھا۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

علم کے غلط استعمال پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

____

____

____

____

____

2.8 فرہنگ Glossary

تضاد/متضاد	:	(Opposite)	ہستی	:	(Entity)
خسارا	:	(Loss)	اسباب	:	(Causes)
تلافی	:	Compensation	نتائج	:	Consequences
کارِخیر	:	Good work بھلائی کا کام	ماضی	:	Past، گذرا ہوا وقت
اطلاق	:	Application	تعاملات	:	Interactions
مظہر	:	Phenomenon	مفید	:	Useful
وصف	:	Trait	مضر	:	Harmful
عدم/بے آہنگی	:	Lack of Adjustment	فریقین	:	Parties
عقائد	:	Beliefs	دفاع	:	Defence، بچاؤ
مزاحمت	:	Resistance	برعکس	:	Opposite
تردید	:	Rejection	حصولِ ہدف	:	Goal

Quantity	:	مقدار	Party، گروہ	:	فریق
Multi	:	کثیر	Lack of Consensus	:	عدم اتفاق
Aim، منشا	:	غرض	Timings	:	اوقات
State of mind	:	ذہنیت	Interest، فائدہ	:	مفاد
Active	:	فعال	Real	:	حقیقی
Unbiased	:	غیرجانب داری	Virtual	:	مجازی
Sensitive	:	حساس	State	:	ریاست
Individual Difference	:	انفرادی تفاوت	ممکنہ خوف	:	خدشہ
Dignity	:	وقار	Severe	:	شدید
Commitment	:	عزم	Context	:	تناظر
Post، عہدہ	:	منصب	Curruption	:	بدعنوانی
Discussion	:	مذاکرہ	Violence	:	تشدد
Wastage	:	ضیاع	Expend	:	صرف
Pardon	:	عفو	Inseparable	:	ناگزیر
Compromise	:	صلح	Own Identity	:	خودشناسی
Avoidance	:	گریز	Stability	:	استحکام
Conflict، ذہنی تناؤ	:	کشاکش	Awareness	:	شعور
Mastery، دسترس	:	عبور	Gesture Posture	:	حرکات وسکنات
مزاق، تفریح	:	مزاح	Creative	:	اختراعی
Moderate	:	اعتدال	Alternative	:	متبادل
Extend	:	طول	Strategies	:	حکمت عملی
تکلیف	:	اذیت	Guide	:	رہنما
Guidance	:	رہنمائی	Preference، فوقیت	:	ترجیح
Self Awareness	:	خودشناسی	Order	:	حکم نامہ
Analysis	:	تجزیہ	Impose	:	عائد
Evidence, Logic	:	دلائل	Appriciation	:	استحسان
اپناپن، لگاؤ	:	انسیت	Stimuli	:	محرکات

ساختیاتی	Structural	موزوں	Relevance,
رسائی	Approach	رسائی	Approach
پس منظر	Background	قدر	Value
پیش رفت	Progress	سیاق وسباق	Context
دانا	عقل مند	نشاندہی	Identification
مصلحت	موقع کی نزاکت	معتبر	Reliable
ادراک	Perception	میعادی	Time limit
مثبت	Positive	پیچیدگی	Complexity
تذبذب	Dilemma	مایوس	Frustrate
پہچان	Identity	حیوانات	Animals
تمیز	Discriminate	گامزن	Proceed
صادق	True		
باعث	Cause	علامت	Indication
جعلی	Fake, Fraud	امور	Functions, Works
فطین	ذکی، ذہین	عارضی	Temporary
خودآگہی	Self-awareness	آمادگی	Readiness
مخزن	خزانہ	تخریبی	Destructive
عوض	بدلہ، تکملہ	منصوبہ	Plan
کوریئر	خطوط ودیگر اشیاء کی رسائی کرنے والا	تعمیری	Constructive

2.9 یادرکھنے کے اہم نکات (Points to Remember)

تصادم (تنازعہ) لفظ انگریزی زبان کے Conflict کا متبادل ہے۔ جو لاطینی زبان کے لفظ Conflictus سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے ٹکراؤ کی حالت۔ یہ روزمرہ کی زندگی کا ایک سماجی مظہر ہے، یہ انسانی سماجی نظام کا عام وفطری وصف ہے۔ تصادم سے مراد کسی ایک گروہ کے ایک یا زیادہ افراد کے عقائد یا اعمال سے پیدا ہونے والی نااتفاقی سے ہے جس کی دوسرے گروہ کے ایک سے زیادہ افراد کے ذریعے مزاحمت یا تردید کی جاتی ہے۔

معاشرے کی مختلف سطحوں پر تصادم بھی مختلف الاقسام ہوتا ہے جیسے؛ داخلی شخص (Intrapersonal)، بین شخصی (Interpersonal)، تنظیمی (Organizational)، قومی یا صوبائی (National/Interstate) اور بین الاقوامی (International)

تصادم کی شروعات ملک، علاقہ وزمین کے مدعے کو لے کر ہوتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی تصادم کے واقع ہونے اور اس کو برقرار رکھنے میں مختلف عوامل شامل ہوتے ہیں، مثلاً محدود وسائل، غربت، سیاسی ومعاشی حالات، سماجی وثقافتی حالات، ماحولیاتی حالات، ماحولیاتی وسائل، وغیرہ۔

تصادم کسی بھی سماج کا ناگزیر جزو ہوتا ہے۔ جس کے خطرناک اور شدید نتائج بھی سامنے آتے ہیں۔اس لئے اس کا حل کرنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ نکولسن کا کہنا ہے کہ جب فریقین کی خواہشات اور اعمال کے درمیان نا اتفاقی ختم ہو جائی ہے تو تصادم بھی ختم ہو جاتا ہے۔

تصادم کو حل کرنے کے لئے مختلف مہارتوں وحکمت عملیوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مثلاً فریقین کی باتوں و دلائل کو بغور وتوجہ سے سننا، خود شناسی، ثقافتی استحکام اور ترسیلی مہارتوں کا شعور، تصادم کے تناظر کی تفہیم، ثالثی کا عزم، اختراعی حل اور متبادل حکمت عملیوں کی تلاش وغیرہ۔

ثالثی تصادم حل کرنے کا طریقہ ہے۔ جس میں تنازعہ کی ثالثی وہ شخص کرتا ہے جو موجودہ تنازعہ میں شامل نہ ہو۔ وہ تصادم میں مداخلت کرکے دو گروہوں کے افراد کے درمیان پیدا ہوئے تصادم کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ذاتی مفاد سے پاک رہنما ہوتا ہے۔ جو نااتفاقی کا حل پیدا کرنے کے عمل کے ذریعے فریقین کی رہنمائی کرتا ہے۔ تصادم تبدیلی سے مراد ان محرکات، حالات، تعلقات کی تبدیلی سے ہے جو تشدد کا فروغ کرتے ہیں۔

تصادم کے حل کی خاص حکمت عملی پانچ ہیں؛ (a) مقابلہ/مزاحمت، (b) اشتراک/تعاون، (c) مفاہمت/مصالحت، (d) نفی/اجتناب اور (e) ہموار کرنا۔

تصادم حل کرنے میں خود شناسی کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اگر فرد خود کی خوبیوں، خامیوں، مثبت اور منفی پہلوؤں سے بخوبی واقف ہے تو وہ تصادم کے لئے ذمہ دار حالات پیدا ہی نہیں ہونے دے گا۔ اس کے لئے اسے خود کا تجزیہ کا کرنا ہوگا، جسے معائنہ نفس (Introspection) کہا جاتا ہے۔

امن کے حصول میں خاص رکاوٹیں خوف و ہراس، ذہنی دباؤ، ناکامی، فکر وتشویش، سماجی گروہ اور ساتھیوں کا دباؤ، نسل، ذات، مذہب اور جنس پر مبنی تعصب، سماجی اقتصادی تفریق، میڈیا کا منفی کردار، وغیرہ ہیں۔

کسی بھی تصادم کو اس وقت تک حل نہیں کیا جاسکتا ہے جب تک کہ اس کے پس منظر، سیاق وسباق کا علم نہ ہو۔ اس سے مسئلے کے تفہیم میں تعاون حاصل ہوتا ہے۔ مسئلہ کی وجوہات کی نشاندہی ہوتی ہے اور اس کے حل کی جانب پیش رفت ہوتی ہے۔

تصادم کی تبدیلی اور اس پر قابو پانے کے لئے ثالثی ایک اچھی حکمت عملی ہے۔ تصادم کا حل دریافت کرنے کے لئے ایک تجربہ کار، باشعور اور دانا ثالث کی ضرورت پیش آتی ہے۔

انسانی زندگی میں علم کا حصول اہم مقام رکھتا ہے۔ یہ انسان کو حیوانات سے جدا کرتا ہے۔ اس سے انسان اچھے برے وصحیح غلط کا تمیز سیکھتا ہے۔ یہ انسان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے اور ملک ومعاشرے کی ترقی کی علامت بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں اس وقت صادق ہوتی ہیں جب انسان علم کا صحیح اور مناسب سے استعمال کرے۔ جب اسی علم کا غلط استعمال کیا جاتا ہے تو یہ انسان، قوم وملت، معاشرہ وملک کے لیے تباہی اور بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔

علم کا غلط حصول اور غلط استعمال مسئلہ کا ذریعہ یا نتیجہ دونوں بنتا ہے۔

2.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں Unit End Activities

1. تصادم کی نوعیت کو بیان کریں؟
2. معاشرے کی مختلف سطحات پر تصادم کس طرح عمل میں آتا ہے؟
3. تصادم پیدا ہونے کی وجوہات کو واضح کریں؟
4. ایک ثالث کی اہم خصوصیات کو درج کریں؟
5. حصول امن میں مختلف رکاوٹوں کو بیان کریں؟

Suggested Readings سفارش کردہ کتابیں 2.11

1. Rudolph J. Rummel, "Dimensions of Conflict Behaviour within and between Nations" and Raymond Tenter,
2. "Dimensions of Conflict Behaviour within and between Nations, 1958-60", in John V.Gillespie et al. eds., Macro-Quantative Analysis, Beverely Hills, 1971
3. Lederach's J.P. (2003). The Little Book of Conflict Transformation, Good Books. NY.
4. Understanding Conflict- Council of Europe www.pjp-eu.coe.int/...
5. Bernard Jessie, (1957) "The Sociological study of Conflict", International Sociological Association, The Nature of Conflict, UNESCO, Paris
6. Galtung J. (1996), Peace by Peaceful Means: Peace and Conflict, Development and Civilization, PRIO:
7. International Peace Research Institue of Oslo and Sage Publication.
8. Kreidler W.J. (1995), Teaching Conflict Resolution Through Children's Literature: NY. Scholastic
9. Bodine, R. & Crawford, D.(1999). The handbook of Conflict Resolution: A Guide to Building Quality Programmes in Schools - San Francisco: Jossey Bass.
10. Harris, 1. & M. Morrison (2003). Peace Education (2nd Ed.) Jefferson, North Carolina: McFarland & Co.

اکائی 3: امن کی کوششیں اور امن کی تعمیر کے لیے تعلیم کو فروغ دینا

Peace Efforts and Orienting Education

ساخت (Structure)

3.1 تمہید:(Structure)

3.2 مقاصد(Objectives)

3.3 خود کے کردار کی بیداری میں اضافہ :نظم وضبط، ذاتی انتظام تعصب، جانبدار اور دقیانوسی میں کمی اور کثیر ثقافتی تعارف کی تعمیر، اخلاقی رویے، مشبتیت ،عدم تشدد، محبت اور دیکھ بھال، شفقت کو فروغ دینا

(Awareness of self in Discipline, Self-Management, Reducing Prejudices, Bias and types and Buildings Multicultural Orientation Nurturing Ethical Behaviour, Positivity, Non-Violence, Love and Caring, Compassion)

3.4 قومی اور بین الاقوامی سطح پر امن کی تعمیر کے لیے اقدامات (Peace Building Initiatives at National an International Level)

3.5 امن کی تعلیم کی تنقیدی تدریس: اسکولی سطح پر کشیدگی، امتحان کا خوف، دباؤ، کارپوریٹ سزا، تشدد، تنازعات اور اس کو دور کرنے کے عمل

(Critical Pedagogy of Peace Education, Examination fear, Stress, Corporal Punishment, Violence and Conflicts at School)

3.6 محبت، شفقت اور دیکھ بھال، تکلیف سے بچنے کے لیے ذہنیت، ذلت، تعلیمی گراوٹ، ذاتی، سماجی اور ثقافتی معاملات، غیر تشخیشی ایمپیتھیٹیک فنڈنگ، اکاڈمک سے واقفیت اور نظم وضبط کا مسئلہ

(Compassion, Love and Caring Mindfulness in all transolution of avoid Hurt, Humiliation, Degrading over Academics, Personal, Social and Cultural Matters. Non-evaluative Orientation, Empathetic funding Academics and Discipline Problems)

3.7 متعلقہ علم، رویوں، اقدار اور مہارتوں کا حصول

(Becoming Peace Teacher Acquisition of relevant Knowledge Attitude, Values and Skills)

3.8 فرہنگ (Glossory)

3.9 یاد رکھنے کے نکات (Points to Remember)

3.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں(Unit End Exercises)

3.11 سفارش کردہ کتابیں(Suggested books)

3.1 تمہید

تاریخ شاہد ہے کہ نسل انسانی بہت پرانی ہے۔یعنی انسان مختلف ادوار سے گذرا ہے۔ایک وہ زمانہ تھا جب آبادی محدود تھی اور ایک زمانہ آج کا ہے جو آبادی دھماکے کے دور سے گذر رہی ہے۔ذرائع محدود ہیں اور لوگوں کے خواہشات لامحدود ہیں اسی لیے انسانوں کا چین وسکون چھنتا جارہا ہے۔تعلیم ہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعہ سکون وآرام حاصل کیا جاسکتا ہے۔تعلیم کے مقاصد کو اگر بغور دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ تعلیم شخصیت کی ہمہ جہت نشونما کا نام ہے۔اس لیے تعلیم ہمیں اس لائق بناتی ہے کی ہم اپنے زندگی کو خوشگوار بنا سکیں۔

یہ پرچہ امن کی تعلیم کی تیسری اکائی پر منحصر ہے۔اس اکائی میں ایک طالب علم کو امن کے لیے کیا کوششیں کی جانی چاہیے اور اس کی تعمیر کے لیے تعلیم کیسے اپنا رول ادا کرتی ہے واضح کیا جائے گا کہ ہم امن قائم کرنے کے لیے تعلیم کا استعمال کس طرح کریں تعلیم امن کے اغراض میں شامل کرے اور امن کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے مختلف جماعتوں کے نصاب میں جذباتی ذہانت کے فروغ کو شامل کرے اور مناسب مضامین میں امن کے فکری فروغ دینا بھی ہے اس میں شامل ہے۔اس اکائی میں طلباء اس بات سے بھی روبرو ہوں گے کہ خود کے کرداری بیداری میں اضافہ کا ایک واحد ذریعہ نظم وضبط وذاتی انتظام (Self-management) ہے۔آپ سمجھ سکیں گے کہ نظم وضبط کا مفہوم کیا ہے۔آپ اس بارے میں بھی جانیں گے کہ مثبت،عدم تشدد،محبت،دیکھ بھال وشفقت کیسے اخلاقی رویہ کو فروغ دیتی ہے۔آپ تعصب،جانبداری،دقیانوسی اور کثیر ثقافتی کا مفہوم کے بارے میں بھی جان جائیں گے۔آج کے دور میں قومی وبین الاقوامی سطح پر امن قائم کرنے کے لیے جو اقدام اٹھائے جارہے ہیں اس کے بارے میں بھی بحث ہوگی۔

3.2 مقاصد Objectives

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ اس لائق ہو جائیں گے کہ:

- ☆ نظم وضبط کا مفہوم بیان کرسکیں گے۔
- ☆ خود کے کردار کی بیداری میں نظم وضبط کیسے اثر انداز کرتی ہے بیان کرسکیں گے۔
- ☆ تعصب،جانبدار اور دقیانوسی میں کمی کے وجوہات بتاسکیں گے۔
- ☆ کثیر ثقافتی تعارف کی تعمیر کو واضح کرسکیں گے۔
- ☆ اخلاقی رویے کے فروغ کو کیسے ممکن ہو بیان کرسکیں گے۔
- ☆ قومی اور بین الاقوامی سطح پر امن کی تعمیر کے اقدامات کو بتاسکیں گے۔
- ☆ اسکولی سطح پر کشیدگی امتحان کا خوف اور کارپوریٹ سزا کے بارے میں بیان کرسکیں گے۔

3.3 امن کی کوششیں اور امن کی تعمیر کے لیے تعلیم کو فروغ دینا "Peace Efforts and Orienting Education"

3.3.1 خود کے کردار کے بیداری میں اضافہ (Increasing Awareness of Self)

انسان بےفکری کی زندگی گذارتا ہے۔آج کے دور میں جو مسائل ہمارے سامنے آتے ہیں وہ دراصل خود کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو سمجھے اور با فائدہ زندگی گذارے۔خود کو سمجھنے کے لیے تعلیم ہی واحد ذریعہ ہے جس سے انسان خود کے کردار کے بیداری میں اضافہ کرسکتا ہے اور ہم امن وسکون کی زندگی گذار سکتے ہیں۔انسان کو سبھی مخلوق سے افضل مانا جاتا ہے کیونکہ ان میں سمجھ ہوتی ہے،وہ اپنی سمجھداری سے ہی ترقی کی منزل طے کرتے ہوئے کامیاب زندگی کے طرف آگے بڑھتا ہے۔کامیاب زندگی کا دارومدار تعلیم کو ہی سمجھا جاتا ہے۔یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ تعلیم کئی طرح اور طریقے

سے لوگوں تک پہنچتی ہے۔ان میں سے ایک ہے اسکولی تعلیم۔اسکولی تعلیم میں ان کا اپنا درسیات ہوتا ہے جن کا تعلق زندگی سے ہے۔انسان کو سماج میں رہ کر اور سماجی مقاصد کو دھیان میں رکھتے ہوئے اپنے کام کی منصوبہ بنانی ہوتی ہے۔اس لیے امن کی تعلیم درحقیقت انسان کو سماج میں رہنے کے لائق بناتی ہے۔امن کے معنی اطمینان وسکون سے لیا جاتا ہے۔اس لیے حقیقی امن اسی دماغی حالات کو کہتے ہیں جس میں انسان تمام ذہنی،طبعی وقدرتی انتشار کے دوران سکون و اطمینان سے رہتا ہے۔امن ایک احساس ہے جس میں انسان کو مسرت حاصل ہوتی ہے۔صبر وسکون انسان کے جبلتوں میں شامل ہے اور سماجی فروغ کے لیے یہ ضرورت حالات ہیں جس کا دارومدار ہر فرد پر ہے۔اس لیے خود کے کردار کے بیداری میں اضافہ لانا ضروری ہے۔

3.2.2 نظم وضبط اور ذاتی انتظام (Discipline and Self-Management)

انگریزی میں (Discipline) کی جو اصطلاح استعمال کی جاتی ہے وہ دراصل لاطینی زبان کے لفظ (Discipulus) سے ماخوذ ہے جس کا مفہوم ہے، طالب علم اور (disciplina) جس کا مفہوم ہے تدریس۔لیکن یہاں اس لفظ کو مندرجہ ذیل لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

☆ نافرمانی کو درست کرنے کے لیے سزا کا استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو تربیت دینے کے لیے اصولوں وقوانین کا اطاعت کرنے کا مشق۔
☆ نظم وضبط کا مطلب مقرر کردہ قواعد وضابطے جس کے بغیر انسانیت کو قائم رکھنا ممکن نہیں ہے۔اس طرح کے قوانین انسانی وجود کو بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔
☆ نظم وضبط اس طریقے کا نام ہے جہاں والدین بچوں کو صحیح وغلط، اچھا اور خراب میں فرق بتاتے ہیں۔
☆ نظم وضبط بچوں کو تکلیف سے روکتا ہے۔
☆ نظم وضبط بچوں کی حفاظت کرتا ہے اور مثبت رویے کو سکھاتا ہے۔
☆ نظم وضبط کا مطلب بچے کے لیے لازمی اور حقیقت پسندانہ قوانین وحدود بنانا اور بچے کو محفوظ رکھنا ہے۔
☆ نظم وضبط سے بچوں میں خود کو کنٹرول کرنے اور دوسروں کو احترام کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔
☆ تربیت کے ذریعہ کنٹرول رویے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے اور سماج میں نظم برقرار رکھنے میں کامیاب ہوتا ہے۔
☆ سرگرمی جو دماغی یا جسمانی تربیت فراہم کرتی ہے۔
☆ ضابطہ اخلاق۔
☆ اچھے طرز عمل کی خاصیت۔
☆ خود کو کنٹرول وبہتر بنانے کی تربیت۔

مندرجہ بالا نکات کے بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سماج انسانوں کے مجموعے کا نام ہے جہاں لوگ ایک ساتھ امن کے ساتھ رہتے ہیں اور سماج کے فلاح و بہبود کے لیے کچھ قوانین وضوابط مقرر کیے گیے ہیں اس مقررہ ضوابط کی اطاعت کی جاتی ہے۔تو اسے نظم وضبط کہا جاتا ہے۔امن تعلیم کے اندر جہاں ایک طرف سماج کے طور طریقوں اور لوگوں کی طرز زندگی کے بارے میں جانکاری حاصل ہوتی ہے وہیں دوسری طرف انسانی زندگی کو پرسکون بنانے کے لیے اقدامات فراہم کیے جاتے ہیں۔سماج کی بہتری کے لیے کن کن چیزوں پر غور کیا جائے اور لوگوں کی زندگی اور رہن سہن کو کس طرح بہتر بنایا جائے اس پر بھی غور کرتی ہے۔لوگوں کو حقوق اور فرائض کی جانکاری مہیا کرائی جاتی ہے۔امن کی تعلیم کے ذریعے شہری اپنے حقوق کو حاصل کرنے اور اپنے فرائض منصبی میں مشغول ہونے سے اپنی اور ملک کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔جب انسان اپنے حقوق اور فرائض کو سمجھے گا اور قانون کی حدود میں رہ کر زندگی گزارے گا تو وہ یقیناً ایک اچھا شہری ثابت ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نظم وضبط کے ذریعے خود کے کردار کی بیداری میں اضافہ کیسے ہو سکتا ہے؟ نظم وضبط کتابوں سے حاصل نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اساتذہ سے سیکھا جا سکتا ہے۔بلکہ اسے فرائض کے ادائیگی میں روزانہ کے زندگی کا قدرتی جزو ہونا چاہیے۔خود نظم وضبط بہتر چیز کے حق میں فوری تشہیر، خوشی

،فرحت،لذت ممنونیت،تسکین،طمانیت کومسترد کرنے کی صلاحیت ہے،یعنی بہتر مقاصد کو حاصل کرنے کے لیےفوری طور پرخوشی اورتسکین کومسترد کرنے کا نام ہی نظم وضبط ہے۔ یہ فرد کے ان صلاحیتوں کا نام ہے جس میں اس فرد کا عمل خیالات اور طرزعمل اس کی بہتری اور کامیابی کے طرف لے جاتا ہے۔خودنظم وضبط ،خود پر کنٹرول کرنا ہے جوروہانی،ذہنی،جسمانی نظم وضبط سے ظاہر ہوتا ہے۔

خودنظم وضبط ہاں یانہیں کہنے کی صلاحیت کا بھی نام ہےاور بغیر کسی معتبر وجہ سے اپنے دماغ کوتبدیل نہیں کرتے۔خودنظم وضبط رکھنے والے شخص کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ بہانانہیں بناتا بلکہ وہ اپنے آپ سے اور دوسروں سے جو وعدہ کرتا ہے وہ پورا کرتا ہےاوراپنے فیصلے کوانجام تک پہنچاتا ہے۔مثال کے طور پر جب کوئی شخص کسی سے ملنے کا وعدہ کر لیتا ہےتو وہ وقت پر پہنچتا ہے۔جب کوئی کسی کام کوکسی خاص مقررہ وقت میں مکمل کرنے کا طے کرلیتا ہےتو وہ اس کووقت پر ہی مکمل کرتا ہے۔اگرآپ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ آپ بہتری کا پروگرام،مطالعہ،ورزش یامراقبہ کریں گےتو آپ اسےضرور پورا کریں۔اگرآپ نے یہ طے کرلیا کہ آپ کوفٹ رہنا ہےاوراس لیےمتوازن غذاہی کھانا ہےتواسے آپ مکمل کریں گے۔

خودنظم وضبط کے لیے پہلی چیزانفرادی سوچ کو مانا جاتا ہےلیکن یہ بھی ایک پیچیدہ کام ہے۔سوچ کے لیے وقت درکار ہوتا ہےجس کے لیےآپ کسی مسئلے پر30 سے60 منٹ کا وقفہ دے سکتے ہیں۔خودنظم وضبط کے لیے یہ سوچ ہونی چاہیے کہ زندگی کا مقصد کیا ہے۔یہ سوال اپنے آپ سے تب تک کرتے رہنا ہے جب تک کہ آپ کواس کا واضح جواب نہ مل جائے۔سبھی انسان کوایک مقررہ وقت ہی ملتا ہےاوراس میں کچھ لوگ کامیاب ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں کوناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔اس کی وجہ نظم وضبط اور روزمرہ وقت کا استعمال کرنا شامل ہے۔اس کے لیےہمیں چاہیے کہ پہلے سے ہم کام کا منصوبہ بنائیں۔اس منصوبہ بندی سے کسی شخص کےاندر ہمت وحوصلہ پیدا ہوتا اور مقاصد کا حصول بھی ہوتا ہے۔تندرست صحت کے عادات سے بھی خودنظم وضبط میں اضافہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ تندرست جسم میں ہی تندرست دماغ رہتا ہے۔آپ اس بات پربھی غوروفکر کریں کہ محنت کا کوئی توڑنہیں ہےاوراس کی وجہ سےبھی خود نظم وضبط میں اضافہ ہوتا ہےاورانسان کامیاب ہوتا ہے۔

دوسری طرف ذاتی انتظام بھی ایک اہم پہلو ہے۔سبھی انسانوں کے پاس24 گھنٹے ہی ہیں۔اسی24 گھنٹے کا لوگ مختلف طور پراستعمال کرتے ہیں۔ جوسمجھدار ہوتے ہیں وہ سبھی وسائل کا استعمال کس طرح سےاور کب کرنا چاہیے سیکھ جاتے ہیں اوراپنی کارکردگی کو بہتر بناسکتے ہیں۔یہ واضح رہے کہ اگرکوئی شخص ذہین ہےاورذاتی انتظام ٹھیک نہیں کرتا ہےتو کامیابی ناممکن ہے۔انسان کی شخصیت کومکمل بنانے اوراثرانداز کرنے والے بہت سے عوامل ہیں۔وہی عوامل خودکو منظّم کرنے کے خاص عنصر بتائے جاتے ہیں جومندرجہ ذیل ہیں:

- ☆ خودتشخیص اورحقیقت کی جانچ پڑتال: ظاہر ہےانسان کواپنے آپ کودیکھنا چاہیے کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔اس کواپنے صلاحیت،مہارت،دلچسپی، اقداراورمقاصدکوتجربہ کرنے کی ضرورت ہے۔تجربہ کے بنیاد پربھی اپنے آپ کومنظّم کرسکتا ہے۔
- ☆ مقاصد بنائیں:انسان کوچاہیے کی سبھی کام کے لیےمقصد طے کریں۔جومقاصد طے کرلیتے ہیں اس کے کامیاب ہونے کےامکانات زیادہ ہیں۔ لیکن اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ مقاصد طے کرکے رک جائیں بلکہ مقاصد کےحصول کے لیےاقدامات بھی طے کرلیے جائیں تاکہ اسی اقدامات پرچل کرمنزل تک پہنچ سکیں۔
- ☆ روزانہ وقت کا انتظام:وقت کی منصوبہ بندی ضروری ہے۔اگرآپ منصوبہ بندی میں ایک منٹ خرچ کرتے ہیں تو دس منٹ بچاتے ہیں۔جتنا آپ زیادہ منصوبہ بناتے ہیں اتنا ہی آپ وقت کا استعمال کرتے ہیں اورآپ اپنے کام کواتنا ہی مکمل کرتے ہیں۔
- ☆ بازیافت: خودکومنظّم کرنے کے لیے بازیافت ضروری ہے۔بازیافت سےہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جومقاصد طے کیے گیے تھے وہ مکمل ہوئے یا نہیں۔

مندرجہ بالاتفصیلات کے بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگرانسان کوکامیابی کے ساتھ امن وسکون چاہیےتو وہ خودنظم وضبط وخودمنظّم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوجوایک مشکل کام ہےلیکن ناممکن نہیں ہے۔

3.2.3 تعصب، جانبدار، دقیانوسی میں کمی اور کثیر ثقافتی تعارف کی تعمیر

(Reducing Prejudices, Biases and Stereotypes and Building Multicultural Orientation)

اس سے پہلے کی آپ تعصب، جانبداری اور دقیانوسی میں کیسے کمی لائی جا سکتی ہے کو سمجھیں اس کے مفہوم کو سمجھ لینا ضروری ہے۔تعصب لوگوں کے گروپ کے خلاف ایک ناپسندیدہ یا منفی رویہ ہے جو گروپ کے بارے میں ناکافی یا غلط معلومات پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ بات بھی غور کرنی چاہیے کہ تعصب ایک شناختی گروپ یا کسی گروپ کے شناختی ممبر کی طرف جاتا ہے اور نہ کسی فرد کے طرف۔تعصب سماجی رویے کی شکل میں ہوتا ہے یہ تمام کمیونیٹیوں میں تشویش کا باعث ہے یہ سب سے زیادہ ثقافتوں میں موجود ہے اور تاریخ گواہ ہے جو اسے ظاہر کرتا ہے اور پروان چڑھاتا ہے۔ جو گرویوں کے درمیان کشیدگی تناؤ اور بے چینی کا باعث بنتی ہے اور یہ متاثرین کو نقصان بھی پہنچاتا ہے۔

عام طور پر تعصب دوسرے رویوں کی طرح ایک رویے کے طور پر تصور کیا جاتا ہے جس میں ایک وقوفی اجزاء (مثال کے طور پر ایک ہدف گروپ کے بارے میں عقائد) ایک تاثراتی اجزاء (مثال کے طور پر ناپسندی) اور متوقع جہدی اجزاء (مثال کے طور پر ہدف گروپ کی طرف منفی اثر انداز کرنے کے لیے ایک رویہ کی پیشن گوئی) دکھاتا ہے۔ Allport (1954) نے تعصب کی تعریف اس طرح بیان کی ہے۔''ناقص اور غیر متبدل تعمیم پر مبنی ایک نفرت۔ اسے محسوس یا ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ یہ مجموعی طور پر کسی گروپ یا فرد کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ وہ اس گروپ کا ایک رکن ہے۔ زیادہ تر تحقیقات اسے منفی رویہ ہی مانتے ہیں۔لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمیشہ کسی گروپ کے لیے منفی رویہ تعصب ہی ہو۔مثال کے طور پر یہ سماج کے ایک رکن کے لیے عام بات ہے کہ وہ ان لوگوں کے گروپ کے بارے میں منفی رویہ رکھتا ہے جسے عدالت نے کسی مجرمانہ سرگرمی کے لیے مجرم ٹھہرایا ہو۔ کچھ تعصب کے اقسام اور تعصب کو نیچے کے جدول 3.1 میں دیکھا جا رہا ہے۔

جدول

تعصب کے اقسام (Types of Prejudice)	تعصب (Prejudice)
جنسیت (جنس پرستی) (Sexism)	صنف (Gender)
نسل پرستی (Racism)	نسل (Ethnicity)
عمرزم (Ageism)	عمر (Age)
ہوموفوبیا (Homophobia)	جنسی ترجیحات (Sexual Preference)
معذور (Disability)	جسمانی، دانشورانہ، ذہنی معذوریت (Physical, Intellectual or Mental Disability)

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ صاف ہے کہ کسی بھی گروپ کے لوگوں کے ساتھ مختلف طور پر تعصب ہو سکتا ہے جس کے اثرات بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جیسے احساس کمتری (مثال کے طور پر بے عزتی، مساوات سے انکار اور تشدد) نقصانات / ناکامی (مثال کے طور پر سماج میں وسائل کی رسائی سے انکار جو کامیابی کے لیے ضروری ہے جیسے تعلیم، صحت، رہائشی اور روزگار)

3.2.4 تعصب کی روک تھام اور کمی (Preventing and Reducing Prejudice):

تعصب میں کمی یا اس کی روک تھام کرنا ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔تعصب میں تبدیلی کرنا بہت مشکل ہے لیکن اس میں مندرجہ ذیل طریقے سے کمی لائی جا سکتی ہے یا اس میں روک تھام کیا جا سکتا ہے۔

☆ تعلیم (Education)

☆ انٹرگروپ کے رابطے (Intergroup Contact)

☆ وقوفی رابطے (Cognitive Interactions)

☆ سپر دمقاصد(زبردست اہداف) (Superordinate Goals)

☆ براہ راست تجربہ (Direct Experience)

بالا نکات کی تفصیل نیچے دی جارہی ہے:

☆ تعلیم (Education):تعصب میں اگر کمی لانی ہے تو اسکولی تعلیم میں ایسی تعلیمی پروگرام کو جگہ دینی چاہیے جس سے رواداری، تعصب کے نتائج کی جانکاری ملتی رہے۔اوراس کے ذریعہ کسی کے طرزعمل میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔تعلیم انسان کے اندرایسی خوبی کی نشوونما کرتا ہے جس سے وہ سماج کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی سمجھ سکتا ہے۔وہ یہ بھی سمجھنے لگتا ہے کہ تعصب کسی بھی سماج کو کھوکھلا بنا سکتا ہے۔

☆ انٹرگروپ کے رابطے (Intergroup Contract): تعصب میں کسی ایسے گروپ کے لوگوں سے براہ راست رابطہ کرنا جوایک دوسرے کے لیے تعصب رکھتا ہے۔حالانکہ براہ راست رابطہ ہی صرف کام نہیں کرتا ہے اس کے لیے Robber نے مندرجہ ذیل عوامل ضروری بتائے ہیں۔

(a) گروپوں کے درمیان مسلسل باہمی بات چیت کے رابطے۔

(b) باہمی متفقہ جہاں گروپ اشتراکی سرگرمیوں میں شامل ہے۔

(c) گروپ کے درمیان برابرحیثیت۔

(d) سماجی معیارات کوتعصب میں کمی کے لیے ترجیح۔

☆ وقوفی مداخلت (Cognitive Interactions):وقوفی مداخلت کے ذریعے بھی تعصب میں کمی لائی جاسکتی ہے۔مثال کے طور پر لوگوں کوتعصب کم کرنے کی معلومات فراہم کریں اور گروپ کے لوگوں کے غیر متعلقہ معلومات میں کمی کریں۔ یہ ضروری ہے کہ معلومات کا ذکر ہورہا ہے۔ معلومات پرعمل درآمد کے لیے جوتعصب سے اختلاف کرتا ہے اسے افراد کو کافی وقت فراہم کرنے چاہیے۔

☆ زبردست اہداف (Superordinate Goals): یہ بات قابل قبول ہے کہ ایک مشترکہ ہدف کے طرف کام کرکے گروپوں کے درمیان علم اور تفہیم کی سہولت مل سکتی ہے۔تاہم مقصد کا اشتراک ہونا ضروری ہے اوراسے دونوں گروپوں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ براہ راست تجربہ (Direct Experience):براہ راست دوسرے ثقافت یا طرز زندگی کا تجربہ چاہے وہ اپنے ملک کا ہو یا دوسرے مما لک کے، تعصب کم کرنے میں مددکرتا ہے۔اس میں دوسرے کی زبان، دوسرے کی ثقافت سیکھنا شامل ہے۔

3.2.5 جانبداری(Biases):

جانبدار کے لیے جو دوسرا لفظ آتا ہے وہ امتیازی سلوک(Discrimination) ہے۔ یہ صرف سماجی اشیا میں فرق کو نہیں بتاتا بلکہ گروپ کی رکنیت کی وجہ سے افراد کی غیرمناسب اورممکنہ طور پرغیر منصفانہ طرزعمل کو ظاہر کرتا ہے۔امتیازی سلوک یا جانبداری میں ایک گروپ کے ایک رکن کے جانب سے فعالی طور پرمنفی رویہ شامل ہوسکتا ہے یا موازنہ کی حالت میں ایک گروپ کے رکن کی طرف سے ان کے مقابلے میں زیادہ ٹھیک ٹھیک کم مثبت ردعمل بھی ہوسکتا ہے۔

Allport(1954) کے مطابق امتیازی سلوک میں افراد یا افراد کے گروپوں کے ساتھ مساوی برتاؤ سے انکار کرنا شامل ہے جو وہ چاہتے ہیں۔ امتیازی سلوک عام طور پر جانبداری طرزعمل کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

3.2.6 دقیانوسی (Stereotypes):

اگرتاریخ کی نظرثانی کریں تو ہمیں لفظ Stereotype کا متعارف Lipmann(1922) نے کرایا جب ایک خاص سماجی گروپ کے بارے

میں سوچتے وقت ایک پیچیدہ تصویر ذہن میں آتے ہیں۔ابتدائی تحقیق کے طور پر دقیانوسی کو ناقص عمل اور غیر متبدل طور پر تصور کیا گیا ہے۔لیکن حالیہ تحقیق ایک پیچیدہ ماحول کو انسان بنانے کے طور پر دقیانوسی کی فعال اور متحرک پہلوؤں پر زور دیتا ہے۔دقیانوسی ایک وقوفی اسکیم ہے جو سماجی ادراک کرنے والا دوسروں کے بارے میں معلوماتی عمل کے لئے استعمال کرتا ہے۔(Helton & Von Hippd,1996) دقیانوسی صرف گروپ کے ارکان کے کردار کے بارے میں عقائد کی عکاسی نہیں کرتے بلکہ دیگر خصوصیات بھی شامل ہے جیسے سماجی کردار، گروپ کے ممبران جس کے ارکان کی مخصوص خصوصیات (یعنی اندرونی مشابہت یا متغیریت اور گروپ کے ارکان کے جذباتی عمل پر اثر انداز ہوتا ہے۔

3.2.7 کثیر ثقافتی واقفیت کی تعمیر (Building multicultural Orientation):

کثیر ثقافت کا تصور مستقبل کے طرف ایک نیا تعارف ہے۔کثیر ثقافتی عقائد اور طرز عمل کا ایک نظام ہے جس کسی تنظیم میں تمام متنوع گروپوں کی موجودگی کو تسلیم اور احترام کرتی ہے یا معاشرے ان کی سماجی اور ثقافتی اختلاف کو تسلیم کرتی ہے اور ان کی مجموعی شراکت کو فروغ دینے کے قابل بناتا ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان کی ایک خاصیت یہ ہے کہ یہاں مختلف مذاہب، عقائد، ثقافت، اقدار اور معیارات کے لوگ رہتے ہیں۔لوگ اس مذاہب وعقائد کے بنیاد پر اپنا طرز عمل ظاہر کرتے ہیں۔ ہمارا آئین بھی اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ لوگ امن وسکون سے رہیں اور جمہوریت کو مضبوط بنائیں۔کثیر ثقافتی واقفیت کی تعمیر تبھی ہوسکتی ہے جب خاندگی مکمل ہو۔یعنی ملک تعلیم کے بنیاد پر ہی اس مقام پر پہنچ سکتا ہے۔تعلیم کے مقاصد کو بتاتے وقت اس بات کو دھیان میں رکھنا چاہیے کی ملک کے مختلف اقسام کے لوگوں کے لیے کیا مفید ثابت ہوسکتا ہے تاکہ لوگوں کو سکون اور چین کی زندگی میسر ہو سکے۔کثیر ثقافتی کی تعمیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ اسکولی نصاب میں ایسے عنوان کی شمولیت کرے۔اسکول کا ماحول اس طرح ہونا چاہیے کہ طلبہ ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کریں اور یہ نصابی اور غیر نصابی سرگرمی کا حصّہ ہوں۔

3.2.8 اخلاقی رویوں، مثبت، عدم تشدد دیکھ بھال اور ہمدردی کو فروغ دینا

(Nurturing Ethical Behaviour, Positivity Non-Violence, Care and Compassion)

سلیمان (2000) کے مطابق لفظ (ethics) یونانی لفظ (Ethos) سے آیا ہے جس کا مطلب روایتی طرز عمل اور عادت سے ہے۔Rossoue کے مطابق اخلاقیات انسانی اور باہمی تعلقات میں کیا اچھا اور کیا غلط ہے سے متعلق ہے۔Navran نے بھی (2001) اس کی تعریف اس طرح کی ہے۔ اخلاقیات بنیادی طور پر رویے ہیں اور لوگوں سے کہو کہ جو معیار و اقدار قائم کئے گئے ہیں اسے پانے کے لئے کس طرح عمل کریں۔اخلاقی روایات میں انفرادی مطالعہ کے طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اسے سماج میں اخلاق کو جسے عام طور پر اخلاقی رویے کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔اس کا مطلب عام طور پر یہ لگایا جاتا ہے کہ اچھے اخلاق واقدار جو قابل قبول ہو۔اخلاقی رویے کو فروغ دینے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کو دھیان میں رکھنا چاہیے۔

3.2.8.1 مثبتیت (Positivity):

ہر انسان کی سوچ مختلف ہوتی ہے۔اگر ہم ایک اچھے سماج کی بات کریں تو اس کے لیے مثبتیت کا ہونا ضروری ہے۔مثبتیت کا مفہوم اچھے رویے سے لگایا جاتا ہے یعنی ہندوستانی سماج میں مختلف اقسام کے لوگ رہتے ہیں اور ان سبھی گروپوں میں فرق پایا جاتا ہے۔اگر ہم اچھا سماج چاہتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ ہمارے خیالات مثبت ہوں یعنی اعلیٰ سوچ کے ساتھ کام کریں کہ ملک کی ترقی کے ساتھ ساتھ معاشرے کے عوام کی ترقی کیسے ممکن ہوسکتی ہے۔

3.2.8.2 عدم تشدد (Non-Violence) :

عدم تشدد کے عام مفہوم سے مراد تشدد کا نہ ہونے سے لگایا جاتا ہے۔سماج میں مختلف قسم کے مخلوق رہتے ہیں اور سبھی مخلوق کی حفاظت ہونی چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں کسی بھی مخلوق کو جسمانی، وقوفی اور روحانی کسی بھی طرح کا نقصان نہ پہنچانا بھی عدم تشدد ہے۔دماغ میں کسی طرح کا نقصان نہ سوچنا کسی کے

لیے غلط زبان کا استعمال نہ کرنا یعنی کسی بھی حالت میں کسی بھی مخلوق کے ساتھ تشدد نہ کرنا عدم تشدد ہے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ عدم تشدد کا فروغ امن سے ہی ممکن ہے۔ لوگوں کو عدم تشدد کی اہمیت سے واقف کرانا چاہیے اور نصاب میں اس کی شمولیت ہونی چاہئے۔

3.2.8.3 محبت و دیکھ بھال:(Love and Care):

اخلاقی رویہ کے فروغ کے لیے محبت و دیکھ بھال ضروری ہے۔ سماج لوگوں سے مل کر بنا ہے۔ اخلاقیات میں فروغ تبھی ممکن ہے جب لوگ آپسی محبت سے رہیں اور ایک دوسرے کا دیکھ بھال کریں۔ وسیع معنوں میں محبت ایک مضبوط احساس ہے۔ جس کی سماج کو بہت ضرورت ہے تا کہ سماج میں امن قائم ہو۔

3.2.8.4 ہمدردی(Compassion):

اگر سماج میں آپ کو محسوس ہو کہ کچھ لوگ درد سے یا کسی اور طرح کی جدوجہد کا سامنا کر رہے ہیں جیسے بے روزگاری، بھوک، غریبی وغیرہ تو اس صورت حال میں امن کو برقرار رکھنے کے لئے لوگوں کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی مدد کریں اور ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئیں یعنی اخلاقی رویہ کی فروغ تبھی ممکن ہے جب سماج میں لوگ ہمدری دکھائیں اور لوگوں کی بھلائی وفلاح و بہبود کے بارے میں سوچیں۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. آپ امن قائم کرنے کے لیے اخلاقی رویہ کو کتنی اہمیت فراہم کرتے ہیں200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

3.3 قومی اور بین الاقوامی سطح پر امن کے تعمیر کے اقدامات

"Peace Building Initiative at National and International Level"

قومی اور بین الاقوامی سطح پر امن کے تعمیر کے اقدامات امن سازی ایک اہم کام ہے۔ امن وامان کی اصطلاح سب سے پہلے 1992ء میں اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل بوٹروس غالی نے سلامتی کونسل امن کے ایجنڈا میں متعارف کروایا۔ اس کے بعد علاقائی تنظیموں کی پالیسویوں میں امن سازی کو شامل کیا گیا ہے۔ امن وامان کی اس سرگرمیوں میں کچھ تنظیمیں بھی اہم کردار ادا کرتی آئی ہیں۔ امن وامان ایک مداخلت ہے جس کی شروعات اس لیے کی گئی ہے کہ تشدد وتنازعہ ختم کیا جا سکے۔

امن کے مسائل پوری دنیا میں پھیلے ہوے ہیں اس مسائل کو حل کرنے کے بہت ساری تنظیمیں لگی ہوی ہیں۔ ہندوستان ایک ایسا ہے جہاں صدیوں سے لوگ امن وامان کی پیروی کرتے آئے ہیں۔ ہندوستان کی آزادی کی بنیاد بھی عدم تشدد ہی تھیں۔ اشوکا نے بھی تشدد کا راستہ چھوڑ کر عدم تشدد کا راستہ اپنایا۔ 1954ء میں ہندوستان نے نیکولیر ٹیسٹ پر پابندی کے لیے آواز اٹھائی تھیں۔ ہندوستانی وزیر اعظم کی آواز UN میں گونجی تھیں، وہ جانتے تھے کہ سبھی ہتھیار کو ختم تو نہیں کیا جا سکتا اس لیے وہ جان چکے تھے کہ اس طرح کے ٹیسٹ نہ ہو۔ گاندھی جی بھی تشدد کے خلاف تھے۔ یہ رویہ آج تک یہ دستور جاری ہے۔

3.3.1 بین الاقوامی سطح پر کچھ تنظیمیں اور کمیشن بنی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

- ☆ اقوام متحدہ کے امن وامان کی کمیشن: بین الاقوامی حکومتی مشاورتی ادارے جو ایک ساتھ کلیدی عوامل لاتی ہے، وسائل جمع کرتی ہے۔ سلامتی کے بعد امن وامان کے حل کے لیے حکمت عملی پر مشورہ دیتے ہیں اور اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہیں جو امن کو کمزور بنا سکتے ہیں۔
- ☆ اقوام متحدہ کے امن وامان فنڈ: یہ امن وامان سرگرمیوں کی حمایت کرتا ہے جو براہ راست بعد میں تنازعہ استحکام کو فروغ دینے اور ریاست اور ادارتی صلاحیت کو مضبوط بنانے میں مدد کرتا ہے۔ امن وامان فنڈ امن وامان کے قیام کے لیے یہ فنڈ فوری طور پر دوسال کے لیے دیا جاتا ہے۔

☆ اقوام متحدہ کے امن سازی کی معاونت (Peace Building Support Office (PBSO): یہ آفس امن سازی کی حمایت کرتا ہے اور وقت پر مشورے، رہنمائی اور امن وامان کی کوششوں میں مدد کرتا ہے۔

☆ فرانسیسی وزرائے دفاع (French Ministry of Defence): اس کام میں سیاسی وآئینی عمل جمہوریت سازی انتظامی ریاست کی صلاحیت عوامی مالیاتی اور ٹیکس کی پالیسی کے لیے تکنیکی مدد اور آزاد میڈیا کے لیے حمایت کی شامل ہیں۔

☆ جرمن وفاقی خارجہ آفس (German Federal Foriegn Office): تنازعہ کے حل اور اس کے حل کے بعد معاون امن کے قیام سمیت قانون سازی (جمہوریت انسانی حقوق اور سلامتی) اور سول سوسائٹی، میڈیا، ثقافتی معاملات اور تعلیم سے متعلق ہے تا کہ امن وامان قائم ہو سکے۔

☆ غیر ملکی معاملہ کے وفاعی محکمہ Federal Department of Foreign Affair (Switzerland)

☆ برطانیہ کے غیر ملکی اور مشترکہ آمور آفس UK Foreign and Commonwealth Office

☆ برطانیہ کے وزارت دفاع UK Ministry of Defince

☆ برطانیہ کے بین الاقوامی ترقی محکمہ UK Department of International Development

☆ امریکی محکمہ خارجہ US Department of State

☆ امریکی محکمہ دفاع US Department of Defence

☆ امریکی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی محکمہ US Agency for International Development

☆ امریکی امن ادارے US Institute of Peace

☆ امن تعمیر کے لیے اتحاد Alliance for Peace/ Building - Washington DC Based

☆ برغف فاؤنڈیشن.. برلن بیسڈ Berghof Foundation - Berlin Based

☆ کیھولک ریلیف سرویسیز.. بالٹیمیر بیسڈ Catholic Relief Services- Baltimere Based

☆ کنسیلسن وسائل: لندن بیسڈ Conciliation Resources: London, Based

☆ بین الاقوامی الرٹ.. لندن بیسڈ International Alert : London Based

☆ بین الاقوامی بحران گروپ.. برسلز بیسڈ International Crisis Group: Brussels Based

☆ انٹرپیس: جینیوا بیسڈ Interpeace: Geneva Based

☆ امن براہ راست.. لندن بیسڈ Peace Direct - London Based

☆ سیف ورلڈ: برتانیہ بیسڈ Safe World: UK Based

☆ سیڈس آف پیس: نیویارک بیسڈ Seeds of Peace: New York, Based

☆ ٹیوسڈے چیلڈرین Tuesday children: New York Based

☆ کرونا سینٹر آف پیس بلڈنگ: امریکہ بیسڈ Karuna Centre of Peace Building : US Based

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

اقوام متحدہ پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

3.4 تعلیم امن کی تنقیدی تدریس "Critical Pedagogy of Peace Education"

امن کی تدریس تعلیم اور سماجی تحریک کا فلسفہ کہا جاسکتا ہے۔ جس نے تعلیم کے شعبے اور ثقافت کا مطالعہ کرنے کے لیے تنقیدی نظریہ اور متعلقہ ضروری تصورات کو فروغ کے لیے عمل میں لایا گیا۔ علم کی غیر جانبداری کو مسترد کرتے ہوئے تنقیدی فن تدریس کو ماہرین موروثی طور پر سیاسی عمل مانتے ہیں اور اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ سماجی انصاف اور جمہوریہ کے مسائل درس وتدریس کے عمل سے شباب حاصل کریں۔ تنقیدی فن تدریس کا یہ مقصد ہے کہ طلباء میں تنقیدی شعور بیدار کر کے اس کا فروغ کیا جاسکے۔ تنقیدی یا اخلاقی شعور سماجی سیاسی اور معاشی مفادات میں ظلم، نظم وضبط کو سمجھنے اس ظلم سے لڑنے کے لیے کارروائی کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس صلاحیت کے فروغ کے لیے امن کی تعلیم کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے جو اس بات کے طرف اشارہ کرتی ہے کہ اخلاق اور وسماجی مطابقت کیسے پیدا کی جائے۔ اخلاقی اور سماجی مطابقت کا نظریہ یہ ہے کہ آج کی تعلیم صرف ایک ہی قوت کی شکل میں نہیں ہے جس میں جنگ، تشدد، غصے کے سوالات کے ساتھ ساتھ سنگین خدشات کو بھی خارج کر دیا جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ تدریس کی پیائش کے نتائج کے انعقاد، معقول طور سے اندازہ شدہ کارکردگی، معیاری جانچ کی طرف سے کر دیا جاتا ہے گرتے ہوئے معیار کو سیاستدانوں، کاروباری، رہنماؤں اور دوسروں نے اس پر پیٹرول ڈالا ہے یعنی بھڑکا دیا ہے اور اسکولوں کو ٹیسٹنگ فیکٹری بنا دیا ہے۔ جس میں صرف وہی چیزیں قابل قدر ہیں جو حقیقی نصابی قدر رکھتا ہو اور ایک ایسا مشینی نظام عمل میں لاتا ہو جس پر طالب علم کی کامیابی کی مسلسل پیائش پر زور دیا جاتا ہے جو ہمارے بچوں کی زندگی کو ایک مخصوص عملی جامہ کی شکل دیتا ہے۔ اس سب کے خطرناک نتائج اب اچھی طرح سے مستند ہیں۔ طالب علموں کو مقابلاتی ماحول میں کامیاب ہونے کے لیے کبھی بڑھتے ہوئے دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ تعجب نہیں ہے کہ ہم طالب علموں کے درمیان کشیدگی اور تشویش کے بڑھتے ہوئے رجحان دیکھ رہے ہیں ان میں سے کچھ کا نیچے ذکر کیا جارہا ہے۔

3.4.1 امتحان کا خوف وکشیدگی (Examination fear and stress)

امتحان کو اکثر بچوں کے درمیان خوف کا عنصر سمجھا جاتا ہے۔ تمام عمر کے گروپوں کے طلباء امتحان کے تشویش سے گریز کرتے ہیں اور امتحان فوبیا رکھتے ہیں۔ کچھ اسے آسانی سے لیتے ہیں اور کچھ اس کے برعکس ہوتے ہیں۔ امتحان کی کشیدگی کی حد بہت زیادہ ہوتی ہے جس کے نتائج بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ امتحان کا خوف امتحان کے آغاز سے پہلے زیادہ ہوتا ہے اور اس وجہ سے امتحان میں طلبا اچھا نہیں کر پاتے اور اسے کمزور بناتے ہیں۔ یہ تب اور زیادہ ہوتا ہے جب اس کے بھائیوں اور بہنوں نے زیادہ اچھا کارکردگی دکھایا ہو تو اس سے بھی یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس معیار پر کھڑا اتریں۔ امتحان کا اصل مقصد طلباء کے حصولیابی سے ہے کی وہ اس سیشن میں کیا کیا سیکھا اور کیا صلاحیتوں میں اضافہ ہوا لیکن امتحان کا خوف کے وجہ سے اس کی کارکردگی میں کمی ہو جاتی ہے۔ وہ نہ تو مطالعہ میں توجہ دے پاتا ہے اور نہی سو پاتا ہے اس کے لئے طلبا کو چاہئے کہ امتحان سے پہلے تیاری کر لیں۔ آرام کے لئے وقت نکالیں، سبق کا مشق کریں۔ امتحان شروع ہونے سے پہلے کسی نئے عنوان کا مطالعہ نہ کریں اور نہ ہی اپنے دوستوں کے ساتھ یہ بات چیت کریں کہ انہوں نے کتنا مطالعہ کیا ہے۔

دوسری طرف امتحان کی کشیدگی تب پہنچتی ہے جب آپ محسوس کرتے ہیں کی آپ نظر ثانی نہیں کر پائیں گے یا اسکول یا خاندان کے طرف سے دباؤ محسوس کرتے ہیں۔ آپ کو اس بات کی فکر لگی رہتی ہے کہ آپ کو ناکامی کا سامنا کرنا ہوگا یا آپ کو وہ نمبرات حاصل نہیں ہوں گے۔ اس کے لئے والدین اور اساتذہ کو بچوں کی مدد کرنی چاہئے کہ امتحان کا خوف اور کشیدگی سے کیسے بچا جاسکتا ہے۔

3.4.2 جسمانی سزا (Corporal Punishment)

اسکولی تعلیم کا مقصد طلباء کے پورے شخصیت کی نشوونما کرنا ہے۔ اس کے لیے لوگوں کے اپنے تصورات ہیں۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کورپورل یا جسمانی سزا کے ذریعہ ہی تعلیم کے مقاصد کی حصولیابی ہوسکتی ہے۔ جسمانی سزا دراصل میں ایک شخص کو جسمانی ڈر کا احساس دلاتا ہے۔ خاص طور پر یہ گھر، اسکولی تعلیم میں چھوٹے بچوں پر کیا جاتا ہے۔ لیکن صحیح معنوں میں تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے امن کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ یعنی ہم بچوں کی تعلیم میں پیار و ہمدردی اور دوستی کی مدد سے اس کی نشوونما کر سکتے ہیں۔

3.4.3 اسکول میں تشدد وتنازعات (Violence and Conflict at School)

اسکولی تشدد کا مطلب تشدد کے کسی قسم کے سرگرمی جو اسکول کے احاطے میں اور باہر ہوتا ہے۔ اس میں بدمعاشی، جسمانی بدسلوکی، زبانی بدسلوکی وغیرہ شامل ہیں۔ اس میں بدمعاشی اور جسمانی گالی گلوج زیادہ شامل ہیں۔ دوسری طرف اسکول میں الگ تہذیب وثقافت، مذہب ونسل کے طلبا اور اسٹاف رہتے ہیں۔ سبھی گروہ کے بچوں کا عقیدہ، اصول الگ الگ ہوتا ہے۔ سبھی اپنے اپنے عقیدے کو مانتے ہیں اگر ان عقیدوں کو لے کر اسکول میں تنازعہ یا جھگڑا ہو جائے تو اس سے اسکول اور سماج میں عدم بے اطمینانی پھیلتا ہے۔ اس کے علاوہ اسکول میں تنازعہ کے اور بھی شکل ہوتے ہیں۔ جیسے دو لوگوں یا دو طلبا میں جھڑپ، اختلاف، اصول کا خلاف ورزی، دلیل وغیرہ شامل ہیں۔ آپ سبھی جانتے ہیں کہ بچوں کی نشو ونما کا سارا دارو مدار و ذمہ داری اساتذہ اور والدین پر ہے۔ اسی لیے والدین اور اساتذہ کی یہ ذمہ داری بن جاتی ہے کہ تعلیم وتربیت کے لیے ایسا سازگار ماحول بنائیں کہ طلباء تشدد وتنازعات کا شکار نہ ہو۔

3.5 محبت وشفقت اور دیکھ بھال، تکلیف سے بچنے کے لیے ذہنیت، ذلت، تعلیمی پستی، ذاتی، سماجی اور ثقافتی معاملات، غیر تشخیصی واخلاقی فنڈ، تعلیمی عمل سے واقفیت اور نظم وضبط کا مسئلہ

Compassion, Love and Caring Mindfulness in all transolution of avoid Hurt, Humiliation, Degrading over Academics, Personal, Social and Cultural Matters. Non-Evaluative Orientation Empathetic funding Academics and Discipline Problems.

تعلیمی عمل میں بہت سے علوم وفنون ہیں جو اپنے اپنے دائرہ اور حدود میں انسانی کردار کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اسی طرح امن کی تعلیم کے حدود بھی ہیں اور ساتھ ہی اس کی عملی حیثیت بھی ہے جو دوسرے علوم سے اس کو ممتاز کرتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ امن کی تعلیم کا دیگر سے مختلف ہے۔ انسان کی سماجی زندگی کو بہتر کرنے کے لیے قریب قریب سبھی علوم سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ اسی لیے امن تعلیم دیگر علوم سے وہ چیزیں اپنے حدود میں شامل کر لیتا ہے جو انسان کی امن وامان کو بحال کرنے میں مدد دیتی ہے۔

3.5.1 ہمدردی (Compassion):

ہمدردی انسان میں پائی جانے والی ایک ایسی اجزاء ہے جو سماج میں لوگوں کے درمیان ایک ذیلی رشتہ کو قائم کرتا ہے اور ہمدردی لوگوں کے درمیان بھائی چارگی کو فروغ دیتا ہے۔ یہ انسان کی سب سے اچھی فطرت ہے۔ اسکولی نصاب میں ہمدردی کے عنوان کی شمولیت ہونی چاہیے۔ سماج میں سبھی لوگوں کی یہ ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ ہمدردی کے فروغ کے لیے اپنے بچوں اور طلبا وطالبات کی نشو ونما اس طرح کرے کی وہ سماج میں امن وامان قائم کر سکے۔

3.5.2 محبت اور دیکھ بھال (Love and Care):

امن محبت پر منحصر ہے اس وجہ سے محبت قائم کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے بنا اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ محبت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور اس کی دیکھ بھال میں مدد کریں۔ اگر ملک کی ترقی کرنی ہے تو محبت کو اپنانا ہوگا۔ نفرت کا بیج بو کر امن وسکون کی توقع نہ کریں۔ آخر ہمیں زندگی کے مقصد کو بھی اپنے سامنے رکھ کر سوچنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم محبت اور دیکھ بھال جیسے صلاحیت کی نشو ونما کر سکتے ہیں۔

3.5.3 تکلیف سے بچنے کے لیے ذہنیت (Avoid Hurt):

معاشرے کے لوگوں کو چاہیے کی وہ معاشرے کے دوسرے لوگوں کا بھی خیال رکھے جس سے کہ کسی کو بھی ذہنی تکلیف پیدا نہ ہو اور اس تکلیف سے لوگوں کو بچنا بھی چاہیے تبھی سماج میں ملک میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

3.5.4 تعلیمی گراوٹ(Degrading over Academics):

آج سائنس اینڈ ٹکنالوجی کے زمانے میں انسان ایک آلہ کے مانند ہو چکا ہے۔ جہاں تعلیم کا مقصد صرف پیسہ حاصل کرنا رہ گیا ہے اور بھائی چارگی و آپسی محبت میں گراوٹ آئی ہے۔ جب کہ تعلیم کا مقصد ایک بہتر اور مکمل شہری کی تعمیر کرنا ہے۔ اس کے بنا سماج میں امن قائم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس دور میں موجودہ صورت حال کو سمجھنے اور قومی ترقی میں ہاتھ بٹانے کے لیے طلبہ کو سائنس اور ٹکنالوجی کا علم دینا نہایت ہی ضروری ہے۔ یقیناً سائنس کی تعلیم کے بغیر کسی بھی ملک یا سماج کی ترقی ناممکن ہے لہٰذا اسکول و کالج میں سائنس کے مختلف اصولوں اور ریسرچ و تحقیق کرنے کا علم ہی نہیں دیا جاتا بلکہ انہیں بھی سمجھایا جاتا ہے کہ سائنس انسانیت کے لئے کتنا مفید اور کتنا مضر ہے۔ جہاں سائنس کے ذریعہ صنعت کاری اور دوسرے میدانوں میں نسل انسانی کو فائدہ پہنچا وہیں اس سے جڑے کئی مسائل سے لوگوں کو دو چار بھی ہونا پڑا۔ ریڈیو، ٹیلی ویزن، فلم، کمپیوٹر پریس وغیرہ سائنس ہی کی تو دین ہے ان چیزوں کے جو اثرات سماج پر پڑے ہیں وہ کسی سے بھی مخفی نہیں ہے۔ یہ علوم اپنے سامنے نصب العین رکھتے ہیں اور اس پر زور دیتے ہیں کہ مقصد دراصل کیا ہونا چاہیے۔

3.5.5 انفرادی، سماجی اور ثقافتی معاملات کی تشخیص واقفیت(Personal, Social and Cultural Matters):

امن قائم کرنے کے لیے سماج کے ہر ایک فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ سماج میں مل جل کر رہے سماج کے کسی بھی معاملات کو مل بیٹھ کر اور اپنی خود غرضی کو درکنار کر سماج میں امن قائم کرے حالانکہ سماج میں بہت سارے معاملات الگ الگ شناخت میں الگ الگ ہوتے ہیں۔ لیکن ہر ایک فرد کا فرض ہے کہ وہ ساری فرق کو ذہنی طور پر قبول کرے تب جا کر ایک بہتر سماج کی تعمیر کر سکتا ہے۔ جہاں ہر ایک فرد چین وسکون کی زندگی جی سکے۔

3.5.6 نظم وضبط کا مسئلہ (Discipline Problems):

امن قائم کرنے کے لیے نظم وضبط کا معاملات کو بہتر کرنا اہم ضروری ہے۔ بنا نظم وضبط کے امن قائم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے کرانا ضروری ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تعلیمی کے تصور کا کرایا جانا چاہئے تاکہ سماج میں امن قائم کیا جا سکے ایسے تعلیمی وانی جس نے امن قائم کرنے کے لیے جو نظریہ پیش کیا ہے اس کو زمینی حقیقت میں لایا جا سکے۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. امن کی تعلیم فراہم کرنے میں حائل رکاوٹوں پر 200 الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کریں؟

____

____

3.6 متعلقہ علم، رویوں، اقدار اور مہارتوں کا حصول

"Becoming Peace Teacher Acquisition of relevant Knowledge Attitude, Values and Skills"

3.6.1 متعلقہ علم (Acquisition of relevant Knowledge) :

ایک امن اساتذہ کے لیے یہ جاننا بہت ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اس بات سے روبرو ہو جس سے امن قائم کرنے میں دشواری آتی ہو اور اس کو یہ اس بات کا بھی علم ہو کہ امن کس طرح سے قائم کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے طلباء میں اس علم کو فراہم کر سکتا ہے۔ اگر امن کی تعلیم کے اساتذہ کو خود یہ معلوم نہ ہو کہ امن کس طرح سے قائم کیا جا سکے گا تو وہ اپنے طلباء میں اس علم کو کیسے فراہم کر سکیں گے۔

3.6.2 رویہ (Knowledge Attitude) :

امن کی تعلیم کے اساتذہ کا رویہ سبھی مذہب، ذات، ثقافت وغیرہ جو ہمارے سماج میں رائج ہے اس کا اہتمام کرے۔ جس سے طلباء میں بھی اس طرح

کی خصوصیات کا فروغ ہوامن کی تعلیم کے اساتذہ کا یہ فرض ہے کہ طلباء میں سبھی مذہب ذات، زبان، ثقافت کا علم اچھی طرح سے فراہم کرے تاکہ مستقبل میں کسی طرح کا تفرقہ پیدا نہ ہو۔اس کے لیے بچوں کے رویہ میں مثبت تبدیلی لائی جانی چاہیے جس سے کی دنیا کے تمام ممالک آپس میں امن کے ساتھ رہ سکیں۔

3.6.3 مہارت (Skill):

امن اساتذہ کے پاس ایسی مہارت ہونی چاہیے کہ وہ تصادم (Conflict) کو عدم تشدد کے طور پر تحلیل کر سکے۔ یہ Conflict انفرادی (Individual) یا گروپ کے درمیان ہوسکتا ہے۔دونوں طرح کے Conflict کو حل کرنے کے لیے اساتذہ کو عدم تشدد کو استعمال کرنے کے طریقہ میں مہارت حاصل ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنے طلباء میں اس مہارت کو فروغ دے سکے۔

اپنی معلومات کی جانچ Check your Progress

1. امن کی تعلیم کے اساتذہ کی صلاحیتوں پر 200 الفاظ میں اپنا نظریعہ پیش کریں؟

____

____

3.7 فرہنگ Glossary

خودمنظّم: Self Management	خود کا یا خود کے ذریعہ منظّم کرنے کی صلاحیت
خودنظم وضبط: Self Discipline	اپنے جذبات کو کنٹرول کرنے اور اپنے کمزوریوں پر قابو پانے کی صلاحیت
تعصب: Prejudice	قبل از رائے جو حقیقی تجربہ پر مبنی نہیں ہے۔
جانبداری: Biases	مساوی برتاؤ سے انکار کرنا
دقیانوسی: Streotype	ایک وقوفی اسکیم
کثیرالثقافتی: Multiculture	ایک معاشرے میں کئی ثقافتی یا نسلی گروپوں کا قیام
عدم تشدد: Non-voilence	تشدد کا نہ ہونا
ہمدردی: Compassion	دوسروں کی تکلیف سے متعلق تشویش
جسمانی سزا: Corporal Punishment	جسمانی سزا

3.8 یادرکھنے کے اہم نکات Points to Remember

3.8.1 Discipline لفظ لاطینی زبان Disciplus سے آیا ہے۔

3.8.2 Discipline کا مطلب علم وتدریس ہے۔

3.8.3 خودنظم وضبط خود پر کنٹرول کرنا ہے۔

3.8.4 ذاتی انتظام کا مطلب خود کو منظّم کرنے کی صلاحیت کا نام ہے۔

3.8.5 تعصب لوگوں کے گروپ کے خلاف ایک ناپسندیدہ بامعنی رویہ ہے جو گروپ کے بارے میں غلط معلومات پر مبنی ہے

3.8.6 جانبداری کا مطلب افراد یا افراد کے گروپوں کے ساتھ مساوی برتاؤ کرنا ہے۔

3.8.7 دقیانوسی ایک وقوفی اسکیم ہے۔

3.8.8 کثیر ثقافتی، عقائد اور طرز عمل کا ایک نظام ہے جو کسی تنظیم میں تمام متنوع گروپوں کی موجودگی کو تسلیم اور احترام کرتی ہے

3.8.1 لفظ ethics یونانی لفظ ethos سے آیا ہے جس کا مطلب روایتی طرز عمل ہے۔

3.8.9 مثبت کا مطلب اچھے رویے سے لگایا جاتا ہے۔

3.8.10 عدم تشدد کا عام مفہوم سے مراد تشدد کا نہ ہونے سے لگایا جاتا ہے۔

3.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں Unit End Activities

1. ہم طلباء کو کس طرح خود کی بیداری میں اضافہ کرواسکتے ہیں؟
2. تعصب، جانبداری اور دقیانوسی عمل میں کس طرح کمی لائی جاسکتی ہے؟
3. طلباء کے اندر محبت اور شفقت کو کس طرح فروغ دیا جاسکتا ہے؟
4. قومی اور بین الاقوامی سطح پر امن قائم کرنے کے لیے کون سے اقدامات کیے جاسکتے ہیں؟
5. امن کی تعلیم سے متعلقہ اقداروں اور مہارتوں کا حصول کس طرح کیا جاسکتا ہے؟

3.10 سفارش کردہ کتابیں Suggested Readings

1. C.Kiruba & S.Arul.V (2012), Peace and Value Education Neelkamal Publication Pvt. Ltd. Hyderabad.
2. A.S.Arulsamy (2013), Peace and value Education Neelkamal Publication PVT. LTD. Hyderabad.
3. D. Hick (1988), Education for Peace. London, Rontledge.
4. https://en.wikipedia.org/wiki/Critical_pedagogy retrieved on 22.11.2017.
5. http://shodhganga.inflibnet.ac.in/bitstream/10603/70652/10/10%20chapter%204.pdf retrieved on 22.11.2017.
6. http://www.sssbpt.info/ssspeaks/volume29/sss29-21.pdf retrieved on 23.11.2017.
7. https://www.gov.mb.ca/health/documents/discipline.pdf retrieved on 23.11.2017.
8. http://homepages.se.edu/cvonbergen/files/2012/12/Effective-Self-management-Techniques1.pdf retrieved on 24.11.2017.
9. https://www.scmediation.org/wp-content/uploads/2012/09/Ken-Cloke-Prejudice-Module-SCMA.pdf retrieved on 24.11.2017.
10. https://pdfs.semanticscholar.org/b1ce/a4d91d9593ba5b9790c8159bf35004cd8ac5.pdf retrieved on 25.11.2017

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

B.Ed. Examinations, May-2017

Paper Code: BED403

PEACE EDUCATION

پروگرام: بی ایڈ　　　　پرچہ: امن کی تعلیم (403)

وقت: تین گھنٹہ　　　　جملہ نمبرات:35

ہدایات: یہ پرچہ تین حصوں پر مشتمل ہے، حصہ اول، حصہ دوم اور حصہ سوم۔ تمام حصوں سے سوالات کا جواب دینا لازمی ہیں۔

1 حصہ اول میں پانچ معروضی سوالات ہیں، ہر سوال کا جواب دینا لازمی ہے۔ ہر صحیح جواب کے لیے ایک نمبر مختص ہے۔

2 حصہ دوم میں آٹھ سوالات ہیں جس میں سے پانچ سوالات کا جواب دینا لازمی ہے۔ ہر سوال کے لیے چار نمبرات مختص ہیں۔ اپنا جواب مختصراً 200 الفاظوں پر مشتمل کریں۔

3. حصہ سوم میں دو سوالات ہیں، اس میں سے آپ کو کوئی ایک سوال حل کرنا ہے۔ اس سوال کے لیے جملہ دس نمبرات مختص ہیں۔ اپنا جواب مختصراً 500 الفاظوں میں درج کریں۔

حصہ اول: معروضی لازمی سوالات (5x1=5)

سوال:1

(i) Discipline لفظ کس زبان سے آیا ہے؟

(A) لاطینی

(B) یونانی

(C) ہندی

(D) انگریزی

(ii) Discipline کا مطلب ہوتا ہے؟

(A) دوسروں پر کنٹرول

(B) خود پر کنٹرول

(C) A اور B دونوں

(D) اس میں سے کوئی نہیں

(iii) تعصب کے اقسام ہیں؟

(A) جنسیت

(B) نسل پرستی

(C) ہوموفوبیا

(D) یہ سبھی

(iv) امتیازی سلوک کا مطلب کیا ہے؟

(A) منصفانہ طرز عمل

(B) بدسلوکی

(C) غیر منصفاہ طرز عمل

(D) ان میں سے کوئی نہیں

(v) کثیر ثقافتی کا مطلب ہے؟

(A) ایک ثقافت کی شمولیت

(B) دو ثقافت کی شمولیت

(C) مجموعی ثقافت کی شمولیت

(D) ان میں سے کوئی نہیں

حصہ دوم: (5x4=20)

(2) خود نظم وضبط سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(3) خود نظم وضبط اور ذاتی انتظام میں فرق واضح کریں؟

(4) تعصب کو تفصیل سے بیان کریں؟

(5) جانبداری کیا ہوتی ہے اس کے نقصان کیا کیا ہیں وضاحت کریں؟

(6) عدم تشدد سماج کی ترقی میں کیا کردار نبھاتی ہے؟

(7) کورپول سزا کے نقصانات بیان کریں ؤ؟

(8) طلبا میں امتحان کا خوف کیسے کم کیا جاسکتا ہے، سفارشات پیش کریں؟

(9) سماج میں امن قائم کرنے کے لیے تعلیم کا کردار بیان کریں؟

حصہ سوم: (1x10=10)

(10) ذاتی انتظام اور تعصب کو مثال کے ذریعہ سمجھائیں، تعصب میں ذاتی انتظام کے زریعہ کس طرح کمی لائی جاسکتی ہے؟

(11) جانبداری اور کشیدگی کا مفہوم بیان کرتے ہوئے دونوں کے درمیان تعلق قائم کریں؟

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

B.Ed. Examinations, May-2017

Paper Code: BED- 403

PEACE EDUCATION

پروگرام: بی ایڈ	پرچہ: امن کی تعلیم (403)

وقت: تین گھنٹہ	جملہ نمبرات: 35

ہدایات: یہ پرچہ تین حصوں پر مشتمل ہے، حصہ اول، حصہ دوم اور حصہ سوم۔ تمام حصوں سے سوالات کا جواب دینا لازمی ہیں۔

1. حصہ اول میں پانچ معروضی سوالات ہیں، ہر سوال کا جواب دینا لازمی ہے۔ ہر صحیح جواب کے لیے ایک نمبر مختص ہے۔
2. حصہ دوم میں آٹھ سوالات ہیں جس میں سے پانچ سوالات کا جواب دینا لازمی ہے۔ ہر سوال کے لیے چار نمبرات مختص ہیں۔ اپنا جواب مختصراً 200 الفاظوں پر مشتمل کریں۔
3. حصہ سوم میں دو سوالات ہیں، اس میں سے آپ کو کوئی ایک سوال حل کرنا ہے۔ اس سوال کے لیے جملہ دس نمبرات مختص ہیں۔ اپنا جواب . مختصراً 500 الفاظوں میں درج کریں۔

حصہ اول: معروضی لازمی سوالات (5x1=5)

سوال:1

(i) امن کی تعلیم میں مطالعہ کرتے ہیں؟
- (A) فطری ماحول کا
- (B) سماج ماحول کا
- (C) ثقافتی ماحول کا
- (D) سبھی کا

(ii) عدم تشدد کا مطلب ہے؟
- (A) لڑائی ہونا
- (B) لڑائی نہ ہونا
- (C) لڑائی میں کمی
- (D) ان میں سے کوئی نہیں

(iii) UNICEF کا پورا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے؟

(iv) تعلیم سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لایا جاسکتا ہے؟

(A) امن

(B) بیداری

(C) ترقی

(D) یہ سبھی

(v) امن قائم کرنے کی راہ میں حائل رکاوٹ ہے؟

(A) اقداریں

(B) تشدد

(C) عدم تشدد

(D) ان میں سے کوئی نہیں۔

حصہ دوم: (5x4=20)

(2) امن کی تعلیم کے تصور کو بیان کرتے ہوئے اس کی نوعیت پر روشنی ڈالیں؟

(3) امن کی تعلیم کی تدریس کے لیے اپنائے جانے والے دو طریقوں کو واضح کیجیے؟

(4) امن کی تعلیم کی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کے اہم مقاصد بیان کیجیے؟

(5) عدم تشدد اور تشدد کے درمیان فرق کو مثالوں کے ذریعہ واضح کیجیے؟

(6) امن کی تعلیم کے مقاصد کے حصول میں معلم کا کیا کردار ہوتا ہے؟

(7) امن کی اقداروں کو ہندوستانی آئین میں درج اقداروں کی روشنی میں واضح کریں؟

(8) امن قائم کرنے میں حائل رکاوٹوں کو مثالوں کے ذریعہ پیش کرتے ہوئے بحث کریں؟

(9) امن کی تعلیم کے عام زندگی پر اثرات کو واضح کریں؟

حصہ سوم: (1x10=10)

(10) کشیدگی، تنازعات، جرم اور دہشت گردی کو قابو کرنے کے طریقوں کی وضاحت کریں؟

(11) درس و تدریس میں امن کی تعلیم کے تمام پہلوؤں کو شامل کرتے ہوئے اس کی تدریسی حکمت عملیوں پر روشنی ڈالیں؟